فکر و نظر............ اسلام آباد　　جلد: ۴۸　　شمارہ:۱

عزالدین کے احوال و آثار

ڈاکٹر محمد نواز☆

Abstract

Izzuddin, abd ul aziz ibn abd ussalam was a eminent scholar of 7th century of Syria and Egypt. He was inspired by Saif al din Al amidi. Many scholars consider him as the founder and the first and for most author for his work on the objectives of shriah as well as the commentator of the Holy Quran, mohaddith, motakallim, jurist, judge, preacher, reformer, mystic, law maker and embodiment of truth. He wrote many famous books on every Islamic studies topic. His writings on the Islamic teachings represent as guidance for the Islamic scholars in the succeeding centuries.

This article will highlight his versatile scholarly life and will help the researchers to investigate about his seminal work.

....

عزالدین ساتویں صدی ہجری میں عالم اسلام کی ایک عدیم النظیر اور ہمہ جہت شخصیت ہو گزرے ہیں جنہیں شیخ الاسلام، قاضی، فقیہ، شافعی، مجتہد، اصولی، مفسر، لغوی، متقی، آمر بالمعروف، ناہی عن المنکر اور صاحبِ تصانیفِ مفیدہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۱۔ نام:

آپ کا پورا نام عبدالعزیز بن عبدالسلام بن ابی القاسم بن حسن بن محمد بن مہذّب ہے اس پر تمام بنیادی مصادر(۱) کا اتفاق ہے۔

۲۔نسبت:

سُلَمی(۲)، مَغربی(۳)، دمشقی(۴)، مصری(۵)، اور شافعی(۶)، آپ کی نسبتیں ہیں۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　http://iri.iiu.edu.pk/

۳۔ کنیت:

عزالدین کی کنیت ''ابو محمد'' تھی۔

۴۔ لقب:

عزالدین کے زمانے میں خلفاء، سلاطین، امراء اور علماء وغیرہ کے ایسے القاب ہوتے تھے جس سے دینی لگاؤ، قرب الٰہی، اللہ تعالیٰ کی محبت، اور فضیلت کا اظہار ہوتا، تاکہ عوام کے دلوں میں ان کی عزت و احترام بڑھے اور ان کی حمایت و تائید حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ان القاب سے بے نیاز ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی ایسی ہے کہ وہ عوام کے دلوں میں ایسے افراد کی ایسی محبت و عقیدت ڈال دیتا ہے کہ لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور ان کے مخلصانہ اور جرأتمندانہ اعمال و کردار دیکھ کر انہیں مختلف القاب سے نوازتے ہیں۔

عزالدین کا شمار بھی اسی آخری طبقے میں ہوتا ہے کہ عوام نے آپ کو متعدد القاب سے نوازا ہے جن میں ''عزالدین''(۷) زیادہ عام ہے جبکہ ''الامام العز'' بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ تراجم، تاریخ اور فقہ کی کتب میں آپ کو ''سلطان العلماء''(۸) اور ''شیخ الاسلام''(۹) کہا گیا ہے ''ابن عبدالسلام'' کے لقب سے بھی آپ معروف ہیں اگرچہ ''ابن عبدالسلام کے نام سے متعدد علماء(۱۰) ہیں لیکن بعض کتب نے عز الدین کے لیے ''العز بن عبدالسلام'' ذکر کیا ہے۔ آپ کا لقب ''القاضی''(۱۱) بھی ہے۔

۵۔ پیدائش:

تمام مراجع و مصادر کے مطابق عزالدین کی پیدائش شام کے شہر ''دمشق'' میں ہوئی لیکن سال پیدائش میں اختلاف ہے۔ بعض مترجمین(۱۲) نے آپ کا سال پیدائش ۵۷۷ھ اور بعض مترجمین(۱۳) نے ۵۷۷ھ اور ۵۷۸ھ دونوں کا ذکر کیا ہے۔

چونکہ عزالدین ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے جن کے ہاں تاریخ پیدائش اور سال پیدائش کے اندراج کا کوئی رواج نہ تھا اور کسی امیر، علمی اور شاہی خاندان سے بھی آپ کا تعلق نہ تھا اس لیے حتمی تاریخ پیدائش کا تعیُّن ممکن نہیں۔ صرف ۵۷۷ھ کے سال میں پیدائش والے قول کو ترجیح دی جاسکتی ہے، کیونکہ اکثر محققین اور مترجمین نے آپ کا سال وفات ٦٦٠ھ(۱۴) ذکر کیا ہے اور ان

کی عمر قول راجح کے مطابق ۸۳ سال بنتی ہے کیونکہ ابن السبکی (۱۵) اور داؤدی(۱۶) نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے آ کر عزالدین سے کہا کہ میں نے تمہیں خواب میں یہ شعر کہتے ہوئے دیکھا ہے:

"وَکُنتُ کَذِیْ رِجلَیْنِ رِجلٍ صَحِیحَۃٍ　　وَرِجلٍ رَمٰی فِیُھَا الزَّمَانُ فَشَلَّتْ"(۱۷)

تو کچھ دیر خاموش رہ کر عزالدین نے کہا:

"اَعِیُشُ مِنَ الْعُمُرِ ثَلَاثًا وَّثَمَانِیْنَ سَنَۃً"

(ترجمہ:میں ۸۳ سال زندہ رہوں گا)

اور کہا کہ یہ شعر "کُثَیِّرْ عَزَّۃُ"(۱۸) کا ہے۔ عمر کے علاوہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میں سُنّی ہوں، وہ شیعہ تھا۔ میں لمبا ہوں، وہ چھوٹا تھا، میں شاعر نہیں، وہ شاعر تھا، میں سُلمی اور وہ سُلَمی نہیں تھا۔ واقعی آپ نے اتنی ہی (۸۳سال) زندگی گزاری۔ لہٰذا ۵۷۷ھ کو عزالدین کی پیدائش کا سال قرار دیا جا سکتا ہے۔

۶۔ ابتدائی حالاتِ زندگی:

تراجم کی کتب میں عزالدین کی زندگی کے ابتدائی حالات ذکر نہیں کیے گئے صرف اسی بات پر اکتفا کیا گیا ہے کہ عزالدین نے اپنی ابتدائی زندگی انتہائی ناداری کی حالت میں گزاری۔(۱۹)

۷۔ حصول علم:

دمشق اموی دور حکومت(۲۰) سے علم و علماء کا مرکز رہا ہے تمام علوم و فنون کے ماہر علماء اس میں موجود رہے ہیں۔ اطراف عالم سے طلبہ ادھر کھنچے چلے آتے تھے۔ تخصُّص کرنے کے لیے یہیں علماء مل جاتے تھے۔ مسجد اموی طلبۂ علماء اور علوم و فنون کے لیے یونیورسٹی کا درجہ رکھتی تھی جس سے صبح و شام علم کی روشنی پھیلتی تھی۔

عزالدین نے اگرچہ باقاعدہ علم ابتدائی زندگی میں حاصل تو نہیں کیا لیکن علمی ماحول میں پرورش ضرور پائی۔ عزالدین نے سنِ بلوغ میں قدم رکھنے کے بعد علم حاصل کرنا شروع کیا۔

ابن السبکی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عزالدین نے بڑی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ "کَلَّاسۃ"(۲۱) میں شب باشی کرتے تھے۔ ایک شدید سرد رات میں انہیں احتلام ہو گیا۔ "کلّاسہ" کے تالاب میں غسل کیا(۲۲) اور سو گئے۔ انہیں دوبارہ احتلام ہو گیا پھر اسی تالاب میں ٹھنڈے پانی سے غسل کر لیا تو سردی کی شدت کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے تو

انہوں نے یہ آواز سنی:

"یَا ابْنَ عَبْدِالسَّلَامِ! أَتُرِیْدُالْعِلْمَ أَمِ الْعَمَلَ؟" فَقَالَ: "أُرِیْدُ الْعِلْمَ؛ لِاَنَّهٗ یَهْدِیْ اِلَی الْعَمَلِ".(۲۳)

ترجمہ: اے ابن عبدالسلام! آپ کو علم چاہئے یا عمل۔ تو آپ نے کہا: مجھے علم چاہئے کیونکہ علم ہی درست عمل کا طریقہ بتاتا ہے۔

صبح "اَلتَّنْبِیْهُ"(۲۴) لی اور اسے مختصر مدت میں حفظ کر لیا اور حصول علم پر ایسی توجہ دی کہ:

"کَانَ اَعْلَمَ اَهْلِ زَمَانِهٖ وَمِنْ اَعْبَدِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰی"(۲۵)

ترجمہ: آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم اور عابد بن گئے۔

عزالدین کا یہ واقعہ اس بات کا غماز ہے کہ انہوں نے دینی ماحول میں پرورش پائی۔ جس سے انہیں ضروریات دین سیکھنے اور عمل کرنے کا موقع ملا۔

اگر انہوں نے بچپن سے ہی باقاعدہ علم حاصل کیا ہوتا تو انہیں ضرور اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اتنی جان لیوا سخت سردی میں غسل کی بجائے تیمّم بھی کیا جاسکتا ہے اور آپ نے تیمّم سے طہارت کاملہ کے علم کے باوجود ٹھنڈے پانی اور سخت سردی میں غسل کیا تو یہ آپ کی جوانی میں ہی تقویٰ و زہد کی علامت کو ظاہر کرتا ہے اور ایسے بندے کے لیے جس کا دل مساجد کے ساتھ عبادت الٰہی کے لیے مشغول رہے نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن اپنے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا۔

نبی کریمﷺ کا فرمان ہے:

"سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ:...... وَشَابٌّ نَّشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ......"(۲۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات ایسے افراد کو اپنے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا جبکہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے سایۂ رحمت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا...... وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی عبادت الٰہی میں بسر کی اور وہ شخص جس کا دل مساجد کے ساتھ لگا ہوا ہو۔

آپ کا عمل کی بجائے علم کو چاہنا' بتاتا ہے کہ عمل کی درستی کا انحصار درست علم پر ہے اور علم ہی انبیاء کا ترکہ ہوتا ہے۔ اسی علم کی وجہ سے انسانی برتری دوسری مخلوق پر بھی ہے۔ عمل کی بجائے علم کی

طلب کا اظہار اصل میں تائید ایزدی کا عکاس ہے۔علم کا بنیادی مقصد بھی عمل ہے اور عمل علم کے بغیر درست نہیں ہوتا۔

اس واقعہ کے بعد اگلی صبح سے ہی عزالدین نے حصول علم کا آغاز کر دیا۔ علماء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے علمی حلقوں میں بیٹھے اور سیرابی طبع تک ان سے استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ خود عزالدین کا اپنا قول ہے۔

"مَااحتَجتُ فِیْ عِلمٍ مِنَ الْعُلُوْمِ اِلٰی اَنْ اُکمِلَهٗ عَلَی الشَّیخِ الَّذِیْ اَقْرَؤُ عَلَیهِم وَمَا تَوَسَّطُتُهٗ عَلٰی شَیْخٍ مِنَ الْمَشَایِخِ الَّذِیْنَ کُنْتُ أَقْرَؤُ عَلَیْهِمْ اِلَّا وَقَالَ الشَّیْخُ: قَدِاسْتَغْنَیْتَ عَنِّیْ فَاشْتَغِلْ مَعْ نَفْسِکَ وَلَمْ اَقْنَعْ بِذٰلِکَ، بَلْ لَّا اَبْرَحُ حَتّٰی اُکمِلَ الْکِتَابَ الَّذِی اَقْرَؤُهٗ فِیْ ذٰلِکَ الْعِلْمِ."(۲۷)

ترجمہ: مجھے اپنے استاد کے پاس مکمل علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہتی تھی حتیٰ کہ میں جب بھی کسی استاد کے پاس کتاب پڑھتے ہوئے درمیان میں پہنچتا تو وہ مجھے کہہ دیتا کہ اب تجھے میری ضرورت نہیں لہٰذا اب خود پڑھو۔ لیکن میں اس علم کے متعلق اس کتاب کو استاد کے پاس ہی مکمل کر کے آتا تھا۔

ابو محمد البہنسی (۲۸) نے خود عزالدین کا قول ذکر کیا ہے:

"مَضَتْ لِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً لَاانَامُ کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَّا بَعْدَ اَنْ اُمِرَّ عَلٰی اَبْوَابِ الشَّرِیْعَةِ عَلٰی خَاطِرِیْ"(۲۹)

ترجمہ: تیس سال کے عرصے سے سونے سے پہلے ہر رات میرے دل پر شریعت کے اسرار کھولے جاتے رہے۔

اس سے عزالدین کے علمی ذوق و شوق اور اپنے اساتذہ کے ادب و احترام کا پتہ چلتا ہے دوسرا یہ کہ اساتذہ کے ان کے علمی مقام و مرتبہ اور علمی قابلیت کے اعتراف کا بھی علم ہوتا ہے کیونکہ اساتذہ سے بڑھ کر ان کے طلباء کی قابلیت کو دوسرا کوئی نہیں پہچان سکتا۔

عزالدین نے متعدد علوم میں مہارت تامہ حاصل کی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، عربی، مختلف اقوال اور ان کے مآخذ کی معلومات حاصل کیں یہاں تک کہ "اِنَّهٗ بَلَغَ رُتْبَةَ الْاِ جْتِهَادِ"(۳۰) (وہ مجتہد کے درجے کو پہنچ گئے)۔ بعد میں مصر میں سب سے پہلے آپ نے تفسیر کے دروس کا آغاز کیا۔(۳۱) کئی اسناد عالی(۳۲) کی روایت کا شرف حاصل کیا۔ حتیٰ کہ آپ کا حفاظ میں شمار ہونے لگا اور آپ نے

جتنے بھی علوم حاصل کیے آپ کو ان میں پائے جانے والے حقائق شریعت اور ان کے مقاصد کا پورا پورا ادراک حاصل تھا۔(۳۳)

عزالدین نے حصول علم کے لیے ۵۹۷ھ(۳۴) میں بغداد کا سفر کیا اور وہاں چند ماہ قیام کر کے عمر بن طَبَرْ زَد(۳۵) اور حنبل رصافی (۳۶) سے حدیث کی سماعت کی پھر آپ نے واپس آ کر دمشق میں اشاعت علم پر توجہ دی۔ بعد ازیں ۶۳۹ھ(۳۷) میں مصر کا سفر کیا اور یہاں حافظ زکی الدین، عبدالعظیم مُنذری(۳۸) کی مجلس حدیث میں اور ابوالحسن شاذلی(۳۹) کے حلقوں میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ شاذلی کے بڑے قدر دان تھے اور علم الحقیقت کے بارے میں ان کی گفتگو بڑی توجہ سے سنتے اور شاذلی بھی آپ کے قدر آشنا تھے۔ اس دور میں فقہ میں عزالدین بن عبدالسلام، حدیث میں حافظ منذری اور علم الحقائق میں شاذلی کی محافل کا کوئی ثانی نہیں تھا۔(۴۰) اس طرح عزالدین مختلف علماء کے پاس حاضر ہوتے اور ان سے علم حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ خود مرجع خاص و عام ہوگئے۔ دور و نزدیک سے حصول فتویٰ کے لیے لوگ آنے لگے اور آپ زندگی کے آخری حصے میں مذہب شافعی کے پابند نہیں رہے تھے۔(۴۱)

آپ بالاتفاق شیخ الاسلام و المسلمین، سلطان العلماء اور اپنے زمانے کے عدیم النظیر امام اور عالم تھے۔(۴۲)

۸۔عزالدین کی وفات:

موت ایک اٹل حقیقت ہے جس کا انکاری کوئی بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾(۴۳)

ترجمہ: ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

موت و حیات کی تخلیق کا مقصد وحید حسن عمل کو پرکھنا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا.﴾(۴۴)

ترجمہ: (وہ قادر ذات ہے) جس نے موت اور زندگی کو صرف اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے اچھا کون ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی موت کا وقت مقرر کر رکھا ہے اس میں تقدیم و تاخیر ناممکن ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾(۴۵)

ترجمہ: جب ان کی موت کا وقت آجائے تو ایک لمحہ کی بھی تاخیر و تقدیم نہیں ہوتی۔

وہ شخص انتہائی خوش قسمت ہے جس کی عمر طویل ہو اور ساتھ اعمال حسنہ کثرت سے ہوں۔ نبی آخرالزمان ﷺ سے کسی شخص نے سوال کیا:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ قَالَ: مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ: فَاَیُّ النَّاسِ شَرٌّ؟ قَالَ مَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَسَآءَ عَمَلُہٗ." (۴۶)

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ﷺ بتائیے کہ سب سے اچھا کون سا آدمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر طویل اور عمل اچھا ہو۔ اس شخص نے پوچھا: سب سے برا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر طویل اور عمل برا ہو۔

حدیث کے پہلے حصے کے مطابق عزالدین نے طویل عمر بسر کی، اعمال حسنہ بجالائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سر انجام دیا، بدعات کا خاتمہ کیا، حکمرانوں سے ٹکر لی اور دین حق کا سر فخر سے بلند کیا جس سے دشمنان اسلام کو آپ کے مقابلے میں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

تمام مؤرخین اور علماء تراجم کی متفقہ آراء کے مطابق عزالدین نے جمادی الاولی ۶۶۰ھ بمطابق ۱۲۶۲ء میں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔(۴۷)

عزالدین کے اساتذۂ کرام

عزالدین نے اگرچہ سن بلوغت(۴۸) میں پہنچنے کے بعد حصول علم پر توجہ دی لیکن اپنے دور کے عظیم اہل علم و فن سے کسبِ علم کا موقع ملا جن کے علم کے اثرات عزالدین کی علمی اور معاشرتی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ ان اساتذہ اور شیوخ میں سے چند ایک کا ذکر اختصار سے پیش خدمت ہے۔

عزالدین نے عبداللطیف(۴۹)، برکات خُشوعی(۵۰)، قاسم بن عساکر(۵۱)، حنبل رُصافی(۵۲)، عمر بن طَبَرْزَد(۵۳)، عبدالصمد حَرَسْتانی(۵۴)، فخرالدین بن عساکر(۵۵) اور سیف الدین آمدی(۵۶) جیسے شہرہ آفاق علماء سے علم حاصل کیا۔

عزالدین کے تلامذہ

عزالدین نے حصول علم کے بعد اشاعتِ علم کی طرف توجہ دی تاکہ اس کے علوم و فنون سے لوگ استفادہ کرسکیں۔ جونہی آپ کی علمی شہرت ہوئی تو دور دراز سے لوگ کسب علم کی خاطر آپ کی

طرف کھنچے چلے آئے۔ عزالدین نے اپنے گھر اور مساجد میں دروس سے تدریس کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے آپ نے دمشق میں تدریس کا کام کیا(۵۷) اور آپ نے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم دی۔ یہاں آپ سے کثیر طلبہ نے استفادہ کیا اور چند ایک مدارس میں تدریس کا فریضہ بھی سر انجام دیا۔(۵۸)

ڈاکٹر محمد الزحیلی کے مطابق آپ نے ''المدرستہ الشبلیہ البرانیہ''(۵۹)' ا لمدرستہ الغزالیہ'(۶۰) اور ''المدرستہ الصالحیہ''(۶۱) میں باقاعدہ تدریس کا کام سرانجام دیا۔(۶۲)

عزالدین ایک کامیاب اور ہردل عزیز مدرس تھے۔ آپ کی زبان سے دلکش جملے اور اشعار دوران درس جاری ہوتے جن سے طلباء و سامعین محظوظ ہوتے۔ ان کی پوری توجہ آپ کے درس کی طرف مبذول رہتی یہاں تک کہ متعلّمین میں آپ کی شہرت عام ہوگئی۔ اکثر کتب تراجم نے یہاں تک لکھا ہے۔ ''وَقَصَدَهُ الطَّلَبَةُ مِنَ الْاٰفَاقِ وَتَخَرَّجَ بِهٖ أَئِمَّةٌ''(۶۳) ترجمہ: پوری دنیا سے طلباء آپ کی طرف کھنچے چلے آئے اور علماء بن کر فارغ ہوئے۔ ''رَحَلَ اِلَيْهِ الطَّلَبَةُ مِنْ سَائِرِ الْبِلَادِ''(۶۴) ترجمہ: تمام شہروں سے طلباء حصول علم کے لیے آپ کے پاس آئے۔

شیخ قطب الدین الیونینی نے آپ کی تدریس کے بارے میں لکھا ہے:۔

''كَانَ مَعْ شِدَّتِهٖ فِيْهِ حُسْنُ الْمُحَاضَرَةِ بِالنَّوَادِرِ وَالْاَشْعَارِ''(۶۵)

ترجمہ: سختی کے باوجود آپ کی تدریس میں نوادر جملوں اور اشعار کا حسن نمایاں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو فطرتی ذہانت' عقلی استعداد' حاضر جوابی' حسن خطابت اور بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا اسی لیے الشریف عزالدین(۶۶) نے آپ کے بارے میں کہا ہے:

''كَانَ عَلَمَ عَصْرِهٖ فِي الْعِلْمِ ،جَامِعًا لِّفُنُوْنٍ مُتَعَدَّدَةٍ ، مُضَافًا اِلٰى مَا جُبِلَ عَلَيْهِ مِنْ تَرْكِ التَكَلُّفِ مَعَ الصَّلَا بَةِ فِي الدِّيْنِ وَشُهْرَتُهٗ تُغْنِيُ عَنِ الْاِطْنَابِ فِيُ وَصْفِهٖ.''(۶۷)

ترجمہ: وہ علم میں اپنے زمانے کے مشاہیر میں سے تھے اور متعدد فنون کے ماہر تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ فطری طور پر تکلف سے دور اور دین میں پختہ تھے۔ ان کی شہرت تعارف کی محتاج نہیں۔

آپ کے تلامذہ میں ابوشامہ(۶۸)' تاج الدین بن بنت الاعز(۶۹)' جلال الدین دِشناوی(۷۰)' شِہاب الدین قَرَانی(۷۱)' ابراہیم بن عزالدین بن عبدالسلام(۷۲)' تاج الدین فِرکاح(۷۳)' عبداللطیف بن عزالدین(۷۴)' ابو محمد ہبتہ اللہ قِفطی(۷۵)' ابن دقیق العید(۷۶)' شرف الدین ابو محمد

دِمیاطی(۷۷)، اور ابوالحسن الباجی(۷۸) جیسے علماء شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد زحیلی نے احمد بن احمد بن نعمۃ بن احمد الخطیب، ابوالعباس، النابلسی المقدسی خطیب دمشق م۶۹۴ھ، احمد بن فرح بن احمد الاشبیلی، المحدث، ابو العباس اللخمی م۶۹۹ھ، احمد بن محمد بن الحسن بن محمد المعروف بابن القماز الاندلسی م۶۹۳ھ، احمد بن محمد بن منصور الجذامی، ناصر الدین ابن المُنَیِّر الاسکندرانی م۶۸۳ھ، احمد بن محسن بن ملی م۶۹۹ھ، ابو احمد بن ابی بکر بن مسافر، جو ابن زیتون کے نام سے مشہور ہیں م۶۹۱ھ، عبدالعزیز بن احمد عثمان، الہکاری م۷۲۷ھ، عبداللہ بن محمد بن علی الفِہری، شرف الدین، التلمسانی م۶۴۴ھ، عثمان بن بنت ابی سعد م۷۱۹ھ، عثمان بن عبدالکریم الصِنہاجی اَلتِزْ مَنْتی م۶۷۴ھ، علی بن محمد بن منصور بن ابی القاسم زیدالدین بن المُنَیِّر م۶۹۵ھ، عمر بن احمد بن طراد الخزرجی السویداوی، سراج الدین خطیب المدنیہ المنورۃ م۷۲۶ھ، عمر بن مکی بن عبدالصمد بن المرحّل م۶۹۱ھ، المبارک بن یحییٰ بن ابی الحسن بن ابی القاسم نصرالدین بن الطباخ م۶۶۷ھ، محمد بن سلیمان بن سومرالزواوی م۷۱۹ھ، محمد بن موسیٰ، ابو عبداللہ بن النعمان م۶۸۳ھ، محمد بن یوسف بن موسیٰ بن یوسف بن مسدّی م۶۶۳ھ، منصور بن احمد بن عبدالحق المشذالی المالکی م۷۳۱ھ، موہوب بن عمر بن موہوب بن ابراہیم الجَزَری م۶۶۵ ھ، ہبۃ اللہ بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن ہبۃ اللہ شرف الدین البارزی م۷۳۸ھ اور یحییٰ بن عبدالعظیم الجزار م۶۷۹ھ کو بھی آپ کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔(۷۹)

عزالدین کی تصانیف

عزالدین نے تعلیم وتعلم اور تبلیغ و جہاد کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کو متعدد علوم میں مہارت حاصل تھی خاص کر علوم قرآنیہ اور علوم عربیہ میں یدِطولیٰ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملکۂ لغویہ اور ادب رفیع کا ذوق بھی عطا کیا تھا اس لیے آپ کے لیے نہایت علمی تصانیف کوئی مشکل کام نہ تھا یہی وجہ ہے کہ عزالدین نے کئی تصانیف، مفید رسائل اور فتاوی(۸۰) ہمارے لیے علمی سرمائے کے طور پر چھوڑے ہیں جو آپ کے علمی مقام رفیع، شریعت کے حقائق و غوامض پر کامل آگاہی، مقاصد شریعت کے عرفان اور قرآن کریم کے درست معانی و مفاہیم سمجھنے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا علم آپ کی تصانیف سے زیادہ اور آپ کی علمی روایت آپ کی عبادات سے زیادہ ہے اور علوم ظاہرہ میں سلف علماء و مجتہدین کے ہم پلہ نظر آتے ہیں۔

آپ کی مختلف علوم پر تصانیف ہیں ان میں کچھ تو چھپ چکی ہیں۔ کچھ ابھی تک مخطوط کی

صورت میں ہیں۔ عصر حاضر میں محققین نے ان سے استفادہ کیا ہے اور ان کتب کے مخطوط اور مطبوع کا ذکر بھی کیا ہے۔ مخطوط کے اماکن کا بھی ذکر کیا ہے اور غلطی سے یا نام میں اشتباہ کی وجہ سے عزالدین کی طرف منسوب کتب کی وضاحت بھی کر دی ہے۔(۸۱)

ذیل میں عزالدین کی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

الف: تفسیر اور علوم القرآن

اللہ تعالیٰ نے عزالدین کو علم تفسیر اور قرآن فہمی کا ملکۂ وافرہ عطا فرمایا تھا آپ نے قرآن کی تفسیر اور علوم قرآن کے بارے میں متعدد کتب تالیف کیں۔

۱۔ اختصار تفسیر الماوردی ''النکت و العیون'':

یہ ماوردی(۸۲) کی تفسیر ''النکت و العیون'' کا اختصار ہے جس کا ذکر حاجی خلیفہ(۸۳) نے صرف ''تفسیر القرآن'' سے کیا اور اس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ ماوردی کی تفسیر ہے جیسے ابن سبکی نے صرف ''تفسیر مجلد کبیر''(۸۴) ذکر کیا۔

اس تفسیر میں عزالدین نے اسماء القرآن' سورۃ کا معنی و مفہوم' اعجاز القرآن کا ذکر کیا اور پھر سورۃ فاتحہ سے سورۃ الناس تک تفسیر انتہائی اختصار سے کی۔ یہ تفسیر دار ابن حزم' بیروت سے ۲۰۰۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۲۔ تفسیر القرآن العظیم:

اس تفسیر کا ذکر زرکلی(۸۵)' ذہبی(۸۶)' عمر رضا کحالہ(۸۷)' داؤدی(۸۸)' ابن سبکی(۸۹)' اور حاجی خلیفہ(۹۰)' نے کیا ہے۔ اس میں عزالدین نے تعوذ(۹۱) اور تسمیہ(۹۲) کی تفسیر کے بعد ہر سورۃ کی تفسیر کرتے ہوئے بالخصوص نحو اور اعراب کی وضاحت کی ہے۔ ابھی تک شاید یہ مخطوط کی شکل میں ہے۔

۳۔ کتاب الاشارۃ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز:

یہ کتاب اسی نام سے کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے سب سے پہلے اسے ۱۳۱۱ھ میں اور پھر ۱۳۱۳ھ میں ''دارللطباعۃ العامرۃ'' نے استنبول(۹۳) سے شائع کیا۔ المکتبۃ العلمیہ نے مدینہ منورہ سے ۱۹۶۶ء میں اور دار البشائرالاسلامیہ نے بیروت سے ۱۹۸۷ء میں شائع کیا حتیٰ کہ یہ کتاب مکتبہ توحید و سنت

محلّہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور سے بھی شائع ہو چکی ہے۔ عمر رضا کحالہ(۹۴) نے اسی نام سے اس کا ذکر کیا ہے لیکن بعض مصادر(۹۵) میں اسے ''مجاز القرآن'' کے نام سے ذکر کیا گیا ہے جبکہ اسماعیل پاشا(۹۶) نے عزالدین کے دو کتابیں ''مجازالقرآن'' اور ''کتاب الاشارہ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز'' ذکر کی ہیں جو درست نہیں ہے۔(۹۷)

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر سیوطی(۹۸) نے ''مجاز الفرسان الی مجاز القرآن''(۹۹) کے نام سے اس کتاب کا اختصار لکھا لیکن یہ کتاب ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی' ابن القیم الجوزیہ(۱۰۰) نے اس کتاب کا اختصار کر کے ''کتاب الفوائد المشوق الی علوم القرآن وعلم البیان''(۱۰۱) لکھا لیکن اس نے یہ اشارہ نہیں کیا کہ اس نے عزالدین کی کتاب ''الاشارہ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز'' کا اختصار کیا ہے۔

اس کتاب کا موضوع ''علم البیان''(۱۰۲) اور ''علم المعانی''(۱۰۳) کی علمی مباحث ہیں۔ ابن السبکی نے اس کتاب اور ''قواعد الاحکام'' کے بارے میں لکھا ہے:

''هٰذَانِ الْكِتَابَانِ شَاهِدَانِ بِإِمَامَةِ الْعِزِّوَعَظِيْمِ مَنْزِلَتِهٖ فِيْ عُلُوْمِ الشَّرِيْعَةِ''(۱۰۴)

ترجمہ: یہ دونوں کتابیں عزالدین کی علوم شرعیہ میں امامت اور عظیم مرتبہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۴۔ أمالی عزالدین بن عبدالسلام:

یہ مخطوط متعدد عناوین سے موجود ہے۔ اسماعیل پاشا نے ''أمالی فی تفسیر القرآن''(۱۰۵) کے نام سے اس کا ذکر کیا ہے جبکہ ایک نسخہ برطانیہ میوزیم میں نمبر۱۳۱۷۷ کے تحت عنوان ''مسائل واجوبۃ فی علوم متعددۃ من القرآن والحدیث والفقہ'' سے محفوظ ہے دوسرا نسخہ برطانیہ میں بغیر عنوان کے نمبر ۹۶۹۱ کے تحت موجود ہے۔ تیسرا نسخہ دارالکتب المصریہ نمبر ۱۷ تفسیر میں موجود ہے جس کا عنوان ''فوائد العز بن عبدالسلام'' ہے اور اسے ''اعجاز القرآن'' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ چوتھا نسخہ عراقی میوزیم میں ''الخزانۃ الألوسیہ'' میں نمبر ۸۷۵۴ سے ''فوائد فی علوم القرآن'' کے عنوان سے موجود ہے۔ پانچواں نسخہ استنبول میں مکتبہ کو بلّلی میں نمبر ۴۴ کے تحت ''أمالی عزالدین بن عبدالسلام فی القرآن العظیم'' کے عنوان سے موجود ہے۔(۱۰۶)

یہ أمالی(۱۰۷) قرآن کریم کی آیات کی تفسیر' بعض احادیث کی تشریح اور بعض فقہی مسائل پر مشتمل ہیں۔ اصل میں یہ وہ دروس ہیں جو عزالدین بعض اوقات دیا کرتا ہے۔ بعض قرآنی آیات کی

تفسیری اُمالی کو جمع کر کے ''فوائد العزبن عبدالسلام' کے نام سے اکٹھا کیا گیا اور ڈاکٹر رضوان علی ندوی نے اس پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا ہے اور اسے ۱۹۶۷ء میں وزارت الاوقاف الکویتیۃ نے اور پھر ''دارالشروق' جدہ نے اسے ۱۹۸۲ء میں ''الفوائد فی مشکل القرآن' کے نام سے شائع کیا۔

ب: حدیث اورسیرت

ا۔ شرح حدیث: ''لَاضَرَرَوَ لَا ضِرَارَ''(۱۰۸):

زحیلی نے ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب رضوان ندوی کے بقول عزالدین نے تالیف کی تھی۔(۱۰۹)

۲۔ شرح حدیث ''اُمّ زَرُع''(۱۱۰)

یہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ(۱۱۱) نے روایت کی ہے۔ اس کے تین قلمی نسخے ''ملکتبۃ الفاتح'' استنبول میں نمبر۱۱۴۱ کے تحت موجود ہیں اور حافظ عبدالعظیم المنذری(۱۱۲) کی ''مختصر صحیح مسلم' کے آخر میں ملحق ہے۔(۱۱۳)

۳۔ مختصر صحیح مسلم:

اس کا ذکر ابن سبکی(۱۱۴) اور داوٗدی(۱۱۵) نے کیا ہے لیکن اس کتاب کا ذکر موجود مخطوطات کی فہرست میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ ہوسکتا ہے دوسرے علمی ورثے کی طرح یہ ضائع ہوگئی یا پھر کسی عربی یا اسلامی مخطوطات میں پڑی کہیں مل جائے۔

۴۔ بِدَایۃُ السُّول فی تفضیل الرسول ﷺ:

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس پر شیخ عبداللہ بن محمد الصدیق الغماری(۱۱۶) نے تعلیق کی پھر ڈاکٹر صلاح الدین المنجِد نے اس پر تحقیق کی اور ''دارالکتاب الجدید' بیروت نے اسے ۱۴۰۱ھ میں شائع کیا پھر اس کی تحقیق شیخ ناصر الدین البانی(۱۱۷) نے کی اور اسے ''المکتب الاسلامی' نے بیروت سے ۱۴۰۳ھ میں شائع کیا پھر السید محمد ادیب کلکل کی تحقیق سے ''حماۃ'' سے ''دارالدعوۃ'' نے شائع کیا اور ۱۹۹۶ء میں استاد حسین محمد علی شکری کی تحقیق سے دارالمدینۃ المنورہ نے اسے مدینہ منورہ سے شائع کیا جو ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس میں عزالدین نے نبی کریم ﷺ کے تخصّصات و امتیازات کی بتیس وجوہات ذکر کی ہیں اور یہ سارے وہ خصائص ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مخصوص کئے ہیں۔(۱۱۸)

۵۔ قصۃ وفاۃ النبی ﷺ:

برلن کی لائبریری میں نمبر ۹۶۱۴ کے تحت ایک قلمی نسخہ موجود ہے۔(۱۱۹)

۶۔ ترغیب اہل الاسلام فی سکنی الشام:

اس کتاب میں ملک شام کی فضیلت اور اس ملک میں رہائش اختیار کرنے کی ترغیب اہل اسلام کو دی گئی ہے یہ کتاب کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ''المطبعۃ التجاریۃ'' القدس نے ۱۹۴۰ء میں شائع کی۔(۱۲۰)

ج: ایمان، عقیدہ اور علم توحید

ا۔رسالہ فی علم التوحید:

یہ صرف دو صفحات پر مخطوط ہے۔ یہ دمشق کی ''ظاہریۃ'' لائبریری میں نمبر ۵۲۰۷ کے تحت موجود ہے اور اس کا ایک نسخہ ''برلن'' کی لائبریری میں نمبر ۲۴۲۶ کے تحت موجود ہے۔(۱۲۱)

۲۔ اَلمُلحَۃُ فی الاعتقاد:

اہل اسلام کے درست عقیدے پر مشتمل یہ رسالہ تقریباً دس صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل میں یہ ''اسمائے حسنیٰ'' کی وضاحت ہے جو کہ علم کلام کی روشنی میں کی گئی ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو کہ آپ کے بیٹے عبداللطیف سے منقول ہے۔ اسے ''مُلحۃ الاعتقاد، رسالۃ فی الاعتقاد'' یا صرف ''الاعتقاد'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ رسالہ ''طبقات الشافعیہ الکبریٰ'' میں صفحہ ۸/۲۱۹-۲۳۹ میں موجود ہے۔ یہ رسالہ الگ بھی ''العقائد لعزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام السلمی'' کے نام سے دارالبشائر الاسلامیۃ بیروت لبنان نے ۱۹۹۳ء میں شائع کیا ہے جو پچیس صفحات پر مشتمل ہے۔(۱۲۲)

۳۔ الفرق بین الاسلام والایمان:

یہ ایک چھوٹا سا قلمی نسخہ ہے اور اس کے کئی نسخے موجود ہیں یہ ایمان اور اسلام کے بارے میں سوال کا جواب ہے۔ جس میں عزالدین نے ایمان کی زیادتی اور کمی کا ذکر کیا ہے جو کہ جمہور اہل السنّت و الجماعت کا نقطہ نظر ہے۔(۱۲۳)

۴۔ نبذة مفيدة فی الرد علی القائل بخلق القرآن:

یہ ایک مخطوط کی صورت میں رسالہ ہے اور دارالکتب المصریہ میں نمبر ۲۰۷۴۰ کے تحت موجود ہے۔(۱۲۴) اس میں خلق قرآن کے قائلین کا رد ہے۔

۵۔ وصیۃ الشیخ عزالدین:

یہ عقیدے کے موضوع پر ایک چھوٹا رسالہ ہے جسے حاجی خلیفہ نے ''عقیدہ الشیخ عزالدین''(۱۲۵) کے نام سے ذکر کیا ہے۔

٦. احوال الناس یوم القیامۃ و ذکر الخاسرین والرابحین منهم:

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں عقیدہ' زہد' فضائل اعمال اور تربیت کے بارے میں عمدہ معلومات ہیں اس پر ''مجدی فتحی السید'' نے تحقیق کی اور دارالصحابہ للتراث نے قاہرہ سے اسے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔(۱۲٦)

د: فقہ اورفتاویٰ

ا۔ الغایہ فی اختصار النہایہ:

یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ایک بڑی کتاب ہے یہ کتاب اصل میں امام الحرمین الجوینی(۱۲۷) کی کتاب ''نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب''(۱۲۸) کی تلخیص ہے جو اصل میں ۲۷ جلدوں پر مشتمل تھی جس کی تلخیص خود امام جوینی نے ''المختصر'' میں کر دی تھی بعد میں عزالدین نے اسے اور مختصر کر دیا جو ''الغایۃ فی اختصار النہایۃ'' ہے۔(۱۲۹)

۲۔ الجمع بین الحاوی والنہایہ:

اس کتاب میں عزالدین نے الماوردی کی کتاب ''الحاوی''(۱۳۰) اور امام الحرمین الجوینی کی کتاب ''نہایۃ المطلب فی درایۃ المذہب'' کو جمع کر دیا ہے یہ دونوں فقہ شافعی کی عظیم کتابیں ہیں۔ یہ کتاب مخطوطات کی فہرستوں میں بھی نایاب ہے۔(۱۳۱)

۳۔ احکام الجہاد و فضلہ:

یہ جہاد کے موضوع پر نہایت اہم رسالہ ہے جس میں عزالدین نے جہاد کے فضائل اور احکام

بیان کئے ہیں۔ اسے ڈاکٹر نزیہ حماد کی تحقیق سے مکتبہ دارالوفاء للنشر و التوزیع نے ۱۹۶۸ء میں شائع کیا۔(۱۳۲)

۴۔ مقاصد الصلوٰۃ:

یہ بھی ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں عزالدین نے نماز کی فضیلت و اہمیت ذکر کی ہے اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد سب سے افضل عبادت نماز ہی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کو پیش نظر سلطان ملک اشرف(۱۳۳) نے شمس الدین سبط ابن الجوزی(۱۳۴) سے کہا تھا کہ اس کتاب کی روشنی میں تقریر کریں۔ ملک اشرف کو ایک دن میں تین مرتبہ یہ کتاب پڑھ کر بھی سنائی گئی۔(۱۳۵) یہ کتاب ''ایاد خالد الطباع'' کی تحقیق سے دارالفکر المعاصر' بیروت اور دارالفکر' دمشق نے ۱۹۹۲ء میں شائع کی۔(۱۳۶)

۵۔ مقاصد الصوم:

یہ بھی ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں عزالدین نے روزے کے فضائل' دنیوی اور اخروی فوائد کے علاوہ روزے کے بعض احکام بھی ذکر کیے ہیں۔ یہ کتاب ''عبداللہ نذیر احمد کی تحقیق سے ''دار ابن حزم'' بیروت سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔(۱۳۷)

۶۔ مناسک الحج:

عزالدین نے اس مختصر رسالے میں حج اور عمرہ کے مناسک کا ذکر کیا ہے یہ کتاب ''ایاد خالد الطباع'' کی تحقیق سے دارالفکر المعاصر' بیروت اور دارالفکر' دمشق نے ۱۹۸۲ء میں شائع کی ہے۔(۱۳۸)

۷۔ صلوٰۃ الرغائب:

یہ کتابچہ ''صلوٰۃ الرغائب''(۱۳۹) کے رد میں عزالدین نے تحریر کیا۔ اس نماز کے جواز میں ابن صلاح(۱۴۰) نے ایک رسالہ بنام ''الترغیب عن صلوٰۃ الرغائب الموضوعۃ وبیان مافیھا من مخالفۃ السنن'' تحریر کیا تو اس کے رد میں عزالدین نے ''رسالۃ فی تنقید ردّ ابن الصلاح'' لکھا۔ اس میں عزالدین نے متعدد دلائل سے ثابت کیا کہ یہ سنت مشروعہ کے خلاف اور بدعت ہے۔ یہ رسالہ ''المکتب الاسلامی'' دمشق نے الشیخ محمد ناصر الدین البانی اور استاد محمد زہیر شاویش(۱۴۱) کی تحقیق سے ''مساجلۃ علمیۃ بین الامامین الجلیلین العز بن عبدالسلام وابن الصلاح حول صلوۃ الرغائب المبتدعۃ'' کے عنوان سے شائع کیا ہے یہ مساجلہ تین رسائل پر مشتمل ہے۔ عزالدین کا مؤقف' ابن صلاح کا موقف اور آخر

میں امام نووی(۱۴۲) کے ''مجموع الفتاوی''(۱۴۳) سے متعدد جید علماء کے فتاوی ذکر کئے گئے ہیں۔(۱۴۴)

۸۔ الفتاوی الُموصلیۃ:

اسے ''فتاوی العزبن عبدالسلام'' بھی کہا جاتا ہے اس میں نوے سوالات کے جوابات ہیں جو کہ ''موصل''(۱۴۵) کے خطیب شمس الدین عبدالرحیم طوسی(۱۴۶) نے ۶۵۴ھ میں قاہرہ میں آپ سے کیے تھے انہیں ''الموصلیۃ' الاسئلۃ الموصلیۃ'' اور ''المسائل الموصلیۃ'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں مختلف فقہی ابواب ہیں اور کچھ سوالات علم کلام' تفسیر اور دوسرے موضوعات پر بھی ہیں۔ اس کے دو قلمی نسخے دمشق میں ''ظاہریۃ'' کی لائبریری میں' ایک نسخہ ''برلن'' کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا چوتھا نسخہ ''دارالکتب المصریۃ'' میں موجود ہے۔(۱۴۷)

۹۔ الفتاوی المصریۃ:

یہ فتاوی ان سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو عزالدین سے مصر میں تفسیر' عقیدہ' فقہ اور اصول فقہ سے متعلق کئے گئے تھے۔ ان کے بارے میں ابن السبکی نے لکھا ہے کہ یہ مختلف فنی مسائل اور علمی فوائد پر مشتمل ایک مجموعہ ہے۔(۱۴۸) ''دارالمعرفۃ' بیروت'' نے عبدالرحمٰن عبدالفتاح کی تحقیق سے ''الفتاوی للعز'' ۱۴۰۶ھ میں شائع کیا اور ایک سو اکیس مسائل کا مجموعہ ہے جبکہ ''مصطفٰی عاشور'' کی تحقیق سے ''مکتبۃ القرآن' قاہرہ'' نے ۱۹۸۷ء میں ''فتاوی سلطان العلماء العزبن عبدالسلام'' شائع کیا یہ ۱۲۱ مسائل اور ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

شاید انہوں نے دونوں فتاوی ''مصریہ اور موصلیۃ'' کو جمع کر دیا ہے لیکن اس کی انہوں نے تصریح نہیں کی۔(۱۴۹)

ہ: اصولِ فقہ

ا۔ قواعدالاحکام فی مصالح الانام:

اسے ''القواعد الکبریٰ'' بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السبکی نے اس کتاب کو عزالدین کے علمی مرتبے کی پہچان قرار دیا ہے۔(۱۵۰) اس کتاب کے بارے میں حاجی خلیفہ نے کہا ہے کہ اس جیسی کتاب اس موضوع پر کسی نے تحریر نہیں کی۔(۱۵۱) یہ کتاب بنیادی طور پر مقاصد شریعت پر لکھی گئی اور متعدد مرتبہ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے جدید ایڈیشن ''القواعد الکبریٰ الموسوم قواعد الاحکام فی اصلاح الانام'' کے نام

سے ''دار ابن حزم' بیروت' لبنان سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا ہے۔(۱۵۲)

۲۔ القواعد الصغریٰ:

اس کتاب میں ''قواعد الاحکام فی مصالح الانام'' کا اختصار ہے اس میں عزالدین نے فروع فقہیہ' استطرادات (غیر ضروری مباحث) اور تعلیقات (حواشی) کو حذف کر دیا ہے۔ یہ کتاب ''الفوائد فی اختصار المقاصد'' کے نام سے دارالفکر المعاصر اور دارالفکر دمشق سے ۱۴۱۶ھ میں شائع ہو چکی ہے۔(۱۵۳)

۳۔ الامام فی بیان ادلۃ الاحکام:

اس کتاب کو ''الدلائل المتعلقۃ بالملائکۃ والنبیین علیھم السلام والخلق اجمعین'' کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ بعض افراد نے عزالدین کی یہ دو کتابیں خیال کیا ہے۔ جس طرح کچھ افراد نے یہ خیال کیا ہے کہ عقیدے کے بارے میں دوسرے عنوان سے یہ الگ کتاب ہے۔(۱۵۴) حالانکہ یہ دونوں نام ایک ہی کتاب کے ہیں۔

یہ عزالدین کی بہت اہم کتاب ہے جس میں ان کے اہم نظریہ ''جلب المصالح ودرء المفاسد فی الاحکام'' کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں عقیدہ' لغت اور بلاغت کے اہم مسائل کے ساتھ ساتھ بعض اصولی مباحث بھی ملتی ہیں۔(۱۵۵)

دارالبشائر الاسلامیہ' بیروت' لبنان نے اس کتاب کو رضوان مختار غربیہ کی تحقیق سے ۱۹۸۷ء میں شائع کیا ہے۔

۴۔ شرح' منتھی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل:

''منتھی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل'' ابن حاجب(۱۵۶) مالکی کی تصنیف ہے۔ خود ابن حاجب مالکی نے اس کا اختصار کیا اور یہ ''مختصر المنتھی'' اور ''مختصر ابن الحاجب'' کے نام سے متداول ہے اسی مختصر کی شرح عزالدین کی یہ تالیف ہے۔(۱۵۷)

و: زہد' تصوف' تربیت' اخلاق اور فضائل اعمال

۱۔ شجرۃ المعارف والاحوال وصالح الاقوال والاعمال:

عزالدین نے یہ کتاب تصوف' تزکیہ نفس اور تربیت کے موضوع پر تالیف کی ہے۔ ابن السبکی

نے اس کتاب کو ''حَسَنٌ جِدًّا''(۱۵۸) (یہ کتاب بہت عمدہ ہے) کہا ہے۔ عزالدین نے اس ''شجرۃ'' کے اجزاء ذکر کیے ہیں کہ اس درخت کی اصل ''معرفت الذات'' ہے' اس کی شاخیں ''معرفت الصفات'' ہیں اور اس کا پھل جو اصل مقصد ہے وہ ''آداب القرآن'' اور ''صفات الرحمٰن'' سے متصف ہونا ہے۔ جن میں تمام عاجلہ اور آجلہ بھلائیاں جمع ہیں۔ یہ کتاب بہت عمدہ اور مفید(۱۵۹) ہے۔ اس کا طریقہ ''امام نووی کی کتاب ''ریاض الصالحین'' کی طرح ہے۔

اس کتاب کو استاد ایاد خالد الطباع کی تحقیق سے ''دارالطباع'' دمشق نے ۱۹۸۹ء میں شائع کیا اور ''بیت الافکار الدولیۃ'' عمان' اردن سے بھی اسے شائع کیا گیا ہے۔

۲۔ مختصر ''رعایۃ المحاسبی'':

یہ ''المحاسبی''(۱۶۰) کی کتاب ''مقاصد الرعایۃ لحقوق اللہ'' کا اختصار ہے۔(۱۶۱)

۳۔ رسالۃ فی القطب والابدال الاربعین:

حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ عزالدین نے اس میں لوگوں کے قول ''قطب'' اور ''الابدال الاربعین'' کا ابطال کیا ہے۔(۱۶۲)

۴۔ فوائد البلوی والمحن:

یہ بھی مختصر رسالہ ہے جس میں دنیا کے اندر ایک مسلمان کو جن مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان پر جو اسے اجرو ثواب ملے گا' ان کا ذکر اس میں ملتا ہے۔ عزالدین نے مصائب پر سترہ فوائد کا ذکر کیا ہے۔(۱۶۳)

۵۔ بحار القرآن:

اس کتاب کا ذکر صرف حاجی خلیفہ(۱۶۴) اور بغدادی(۱۶۵) نے کیا ہے۔

۶۔ ثلاثۃ وثلاثون شعرا فی مدح الکعبۃ:

قدیم مترجمین نے عزالدین کے ان اشعار کا ذکر نہیں کیا۔(۱۶۶) اگرچہ اس کا ذکر وہبی نے کیا ہے۔(۱۶۷)

ز: عزالدین کی طرف غلطی سے منسوب کتب

ذیل میں ان چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو غلطی (۱۶۸) سے عزالدین بن عبدالسلام کی طرف منسوب ہیں:

ا۔ کشف الاشکالات عن بعض الایات:

یہ کتاب اصل میں محمد بن احمد بن عبدالہادی کی تالیف ہے رضوان ندوی نے کتاب ''فوائد فی مشکل القرآن'' کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب عزالدین کی تالیف نہیں ہے۔(۱۶۹)

۲۔ العماد فی مواریث العباد:

یہ کتاب اصل میں عزالدین بن احمد بن محمد بن عبدالسلام مصری شافعی کی ہے۔(۱۷۰) اگرچہ عمررضا کحالہ نے بھی اسے عزالدین بن عبدالسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔(۱۷۱) جو کہ درست نہیں۔(۱۷۲)

۳۔ فرائد الفوائد و تعارض القولین لمجتہد واحد:

اس کتاب کو بھی عزالدین کی طرف غلطی سے منسوب کیا گیا ہے حتیٰ کہ بغدادی(۱۷۳) نے بھی اس کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے جو کہ درست نہیں۔اصل میں یہ شمس الدین بن محمد السلمی الشافعی المناوی کی تالیف ہے۔(۱۷۴)

۴۔حل الرموز ومفاتیح الکنوز:

یہ کتاب عزالدین بن عبدالسلام کی طرف غلطی سے منسوب ہے جبکہ یہ عزالدین بن عبدالسلام بن احمد بن غانم المقدسی الواعظ (م۶۷۸ھ) کی تالیف ہے۔(۱۷۵)

۵۔کشف الاسرار عن حِکَم الطیور والازھار:

اگرچہ اس کا ذکر بغدادی(۱۷۶) نے کیا ہے لیکن یہ کتاب اصل میں عزالدین بن عبدالسلام بن احمد بن غانم المقدسی الواعظ کی ہے جو ڈاکٹر مختار ہاشم کی تحقیق سے ''دارالطباع'' دمشق سے شائع ہو چکی ہے۔(۱۷۷)

۶۔ الاجوبۃ القاطعۃ لحجج الخصوم للاسئلۃ الواقعۃ فی کل العلوم:

''الفتاوی للعز'' میں اس کتاب کا ذکر عبدالرحمٰن بن عبدالفتاح نے مقدمۃ التحقیق میں کیا ہے جبکہ یہ کتاب عزالدین بن عبدالسلام بن احمد بن غانم کی ہے۔(۱۷۸)

۷۔ نخبۃ العربیۃ فی الفاظ الآ جرومیۃ:

بغدادی(۱۷۹) اور کحالہ(۱۸۰) نے اس کتاب کی نسبت بھی عزالدین کی طرف کی ہے جبکہ رضوان ندوی نے صراحت کی ہے کہ یہ کتاب عزالدین کی نہیں بلکہ یہ ابن عبدالسلام المتوفی (م ۹۳۱ھ) کی تالیف ہے یہ قول اصح ہے۔(۱۸۱) حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے کہ ''الآ جرومیۃ فی النحو'' کا مقدمہ عبداللہ محمد بن محمد ابوداوٗد الصنہاجی المعروف ''ابن آ جروم کا ہے...... پھر وہ لکھتے ہیں احمد بن محمد بن عبدالسلام نے اس کی دو شروح لکھی ہیں اس نے ایک کا نام ''النخبۃ العربیۃ فی حل الفاظ الاجرومیۃ'' اور دوسری کا نام ''الجواہر المصیئۃ فی حل الفاظ الاجرومیۃ'' رکھا ہے۔(۱۸۲)

۸۔ مجلس ذم الحشیشۃ:

یہ رسالہ ابھی تک ''بریل لائبریری'' لیڈن میں مخطوط کی شکل میں ہے جس کا نمبر ۱۰۵۶/۲ ہے۔(۱۸۳) اس رسالہ میں عزالدین نے بھنگ کے استعمال کی مذمت اور نقصانات کا ذکر کیا ہے۔

۹۔ مسائل الطریقۃ فی علم الحقیقۃ:

یہ چھوٹا سا رسالہ ہے یہ ''احمد الدردیر'' کی کتاب ''تحفۃ الإخوان'' کےضمن میں طبع ہو چکا ہے اور یہ ''ستین مسئلۃ'' کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس میں اخلاق' تصوف اور ایمان کے بارے میں ساٹھ سوالات ہیں۔(۱۸۴)

۱۰۔ نہایۃ الرغبۃ فی ادب الصحبۃ:

قدیم مترجمین نے اس کتاب کا ذکر نہیں کیا صرف وہبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔(۱۸۵) نام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت کے آداب اور فوائد پر ہے۔

۱۱۔ منہج الرائد بالضوابط الفرائد:

ڈاکٹر رضوان ندوی کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب ابن عبدالدائم العسقلانی (م ۸۳۱ھ) کی ہے اس

کا نام صاف طور پر اس کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا ہوا ہے۔(۱۸۶)

ان تمام تصانیف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عزالدین نے تفسیر‘ علوم القرآن‘ حدیث‘ سیرت‘ ایمان‘ عقیدہ‘ فقہ‘ اصول فقہ‘ زہد‘ تصوف‘ تربیت‘ اخلاق اور فضائل اعمال کے موضوع پر ہمہ جہت علمی کام کیا اور آپ کے فتاویٰ کو بھی کتابی شکل دی گئی ہے اور کچھ کتب غلطی یا نام میں اشتباہ کی وجہ سے آپ کی طرف منسوب ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ابن السبکی: عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی‘ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ‘ عیسی البابی الحلبی وشرکاء‘ الطبعۃ الاولی: ج:۸‘ ص: ۲۰۹؛ زرکلی‘ خیر الدین‘ الاعلام‘ دارالعلم للملایین‘ بیروت‘ لبنان‘ ۱۹۸۹ء؛ ج: ۴‘ ص: ۲۱؛ داؤدی: محمد بن علی بن احمد‘ شمس الدین‘ طبقات المفسرین‘ دارالکتب العلمیۃ‘ بیروت‘ لبنان‘ ج: ا‘ ص:۳۱۵؛ النجوم الزاہرۃ: اتا بکی‘ یوسف بن تغری بَرْدِی‘ جمال الدین‘ ابوالمحاسن‘ النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ‘ دارالکتب المصریۃ‘ ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء‘ ج: ۷‘ ص:۲۰۸؛ ندوی: رضوان علی‘ سید‘ ڈاکٹر‘ سلطان العلماء العز بن عبدالسلام‘ آدم پبلشرز ‘دہلی ‘ ص:۱۰

۲۔ سُلَمی: عرب کے مشہور قبیلہ ’’مُضَر‘‘ کی ایک شاخ ’’بنی سُلَیم‘‘ کی طرف نسبت ہے جو سُلَیم بن منصور بن عِکْرِمَہ بن خَصَفَہ بن قَیس عَیْلان کی طرف منسوب ہے۔ اس قبیلہ سے صحابہ کرامؓ‘ تابعین‘ فقہاء امراء اور شعراء کی جماعت ہو گزری ہے۔ (جزری‘ علی بن محمد بن عبدالکریم‘ عزالدین‘ ابن اثیر‘ اللباب فی تھذیب الانساب‘ دارصادر‘ بیروت‘ ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء‘ ج: ۲‘ ص: ۱۲۸‘۱۲۹؛ زحیلی:احمد‘ ڈاکٹر‘ العز بن عبدالسلام‘ دارالقلم‘ دمشق‘ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء‘ص:۴۰ ؛ الاعلام :ج: ۳‘ ص:۱۲۰)

۳۔ مغربی: چونکہ آپ کے آباء واجداد میں سے کوئی ایک بلاد مغرب سے نقل مکانی کر کے شام میں آباد ہو گیا تھا‘ اس لیے آپ کی نسبت ’’مغرب الاصل‘‘ ہونے کی وجہ سے مغربی ہے۔(زحیلی‘ ص: ۴۰)

۴۔ دمشقی: شام کے دارالخلافہ ’’دمشق‘‘ کی طرف نسبت ہے کیونکہ آپ یہاں پیدا ہوئے‘ یہیں پروان چڑھے‘ علم حاصل کیا‘ یہاں مختلف عہدوں پر فائز رہے اور زندگی کا اکثر حصہ یہاں گزارا۔ (زحیلی‘ ص: ۴۰)

۵۔ مِصری: مصر کی طرف نسبت ہے کیونکہ آپ نے دمشق سے مصر ہجرت کی‘ یہیں وفات پائی اور یہیں ’’قَرافَہ‘‘ میں دفن ہوئے گویا مصر میں رہائش‘ وفات اور مدفون ہونے کی وجہ سے مصری کہلائے۔ (زحیلی‘ ص: ۴۱)

۶۔ شافعی: اسلامی فقہ میں امام ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی کے مذہب کی طرف نسبت کی وجہ سے شافعی کہلائے کیونکہ آپ نے اسی مذہب کے مطابق تعلیم حاصل کی اور اسی کے مطابق تدریس اور افتاء کا فریضہ سرانجام دیا اور مذہب شافعی کے مطابق کتب بھی تحریر کیں۔

۷۔ محمود سَلیم بن عبدالرحیم (م۱۳۷۳ھ) قاہرہ میں ایگریکلچر کالج کے استاد تھے (الاعلام، ج: ۷، ص:۱۷۶) کے بقول عزالدین کو زیادہ علم، وسیع معلومات، قوی ایمان، دلائل قویہ کے حامل، زہد اور حق سے محبت کی وجہ سے عزالدین کہتے ہیں۔ (حاشیہ زحیلی، ص: ۴۲)

۸۔ یہ لقب آپ کے شاگرد ابن دقیق العید نے دیا ہے۔ (ابن السبکی: ج : ۸، ص: ۲۰۹؛ حنبلی، عبدالحی بن عماد، ابوالفلاح، **شذرات الذهب فی اخبار من ذهب**، دارالمسیر ۃ، بیروت، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، ج: ۵، ص:۳۰۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ عزالدین نے اپنے علم اور عمل سے حکام، سلاطین، امراء اور علماء پر بھی حکومت کی ہے اس لیے آپ'' سلطان العلماء'' کہلانے کے حقدار تھے۔ (زحیلی، ص: ۴۳) یہ حقیقت ہے کیونکہ ظالم بن عمرو بن سفیان المعروف ابوالاسود الدُّؤَلی (۶۹ھ) نے کہا ہے ''الملوک حکام علی الناس و العلماء حکام علی الملوک'' (ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، دینوری، **عیون الاخبار**، دارالفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء، ص :۳۱۲) ترجمہ : بادشاہ لوگوں کے حاکم اور بادشاہوں کے حاکم علماء ہوتے ہیں۔

۹۔ چونکہ آپ کی شخصیت تمام اسلامی علوم کی جامع تھی اس لیے آپ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا گیا۔ (سعاد ماہر محمد، ڈاکٹر، **مساجد مصر و اولیاؤ ھا الصالحون**، المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیۃ وزارۃ الاوقاف، مصر، ج:۲، ص:۲۱۰)

۱۰۔ مثلاً: - عزالدین، عبدالسلام ابن احمد بن غانم المقدِسی م ۶۷۸ھ (الاعلام، ج: ۳، ص: ۳۵۵)
- محمد بن عبدالسلام بن یوسف بن کثیر الھواری المُنَستِیری (۶۷۶ھ۔۷۴۹ھ) کو کتب فقہ مالکی میں ''ابن عبدالسلام کہا جاتا ہے آپ کی اصول اور فقہ پر کافی کتب ہیں۔ (الاعلام، ج: ۶، ص: ۲۰۵)
- عبدالعزیز بن علی بغدادی مَقدِسی (۷۶۸ھ۔۸۴۶ھ) حنبلی فقیہ کو بھی کو عز الدین کہا جاتا ہے۔ (الاعلام : ج: ۴، ص: ۲۳)
- احمد بن محمد بن عبدالسلام منوفی شافعی (۸۴۷ھ۔۹۲۷ھ) کو بھی ابن عبدالسلام کہا جاتا ہے۔ (الاعلام، ج: ۱، ص: ۲۳۲)
- محمد بن عبدالسلام بن محمد بن عبدالسلام بن محمد العربی (۱۱۳۰ھ۔۱۲۱۴ھ) کو ابن عبدالسلام کہا جاتا ہے جو قرأت کے بڑے عالم تھے۔ (الاعلام، ج: ۶، ص: ۲۰۶)

۱۱۔ دمشق اور قاہرہ کا قاضی بننے کی وجہ سے آپ کو ''القاضی'' کہا جاتا ہے اسی طرح فُسطاط کے بالائی علاقوں کی عدلیہ اور قضاۃ کا افسر مقرر ہونے کی وجہ سے ''قاضی القُضاۃ'' یعنی چیف جسٹس کہلائے۔ (زحیلی، ص: ۴۲)

۱۲۔ الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۱؛ رضوان ندوی: ج: ۵، ص:۱۱

۱۳۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۰۹؛ داؤدی ، ج: ۱، ص: ۳۱۵ ؛ شذرات الذھب، ج: ۵، ص: ۳۰۱؛ النجوم الزاہرۃ، ج:۷، ص: ۲۰۸؛ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین، **تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام**، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء، ص: ۴۱۶؛ ابن قاضی شُھبۃ، ابوبکر بن احمد بن محمد بن عمر، تقی الدین، **طبقات الشافعیۃ**، عالم الکتب، بیروت، ج: ۲، ص: ۱۰۹

۱۴۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۰۹؛ النجوم الزہراۃ ،ج: ۷، ص: ۲۰۸؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۱۵؛ شذرات الذہب: ج : ۵، ص: ۳۰۱؛ ابن قاضی شھبہ: ج : ۲، ص: ۱۱۱

۱۵۔ الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۱؛ شذرات الذہب، ج: ۵، ص: ۳۰۲؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۱۹؛ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۵

۱۶۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۵،۲۴۶ ؛ داوٗدی ، ج: ا، ص: ۳۲۸،۳۲۹

۱۷۔ خزاعی، کُثَیِّربن عبدالرحمٰن، شرح دیوان کُثَیِّر عَزَّۃ، خزانۃ الکتب العربیۃ، جزائر، ۱۹۳۰ء، ج: ا، ص:۴۶۔ ترجمہ: میں دو ٹانگوں والے ایسے آدمی کی طرح ہوں جس کی ایک ٹانگ صحیح ہو اور دوسری ٹانگ کو زمانے نے تیر مار کر ناکارہ کر دیا ہو۔

۱۸۔ کُثَیِّرعَزَّۃ اصل میں یہ دو نام ''کُثَیِّر'' اور''عَزّۃ '' کا مجموعہ ہے لیکن انہیں ہمیشہ ملا کر بولا اور لکھا جاتا ہے کہ ان دونوں کی محبت عروج پر رہی۔ جس طرح ہمارے ہاں لیلیٰ مجنوں، سسی پنوں اور ہیررانجھا وغیرہ ہیں۔ کثیر کا پورا نام کثیر بن عبدالرحمٰن بن الاسود خزاعی (م ۱۰۵ھ) ہے جو حجاز کا اسلامی شاعر تھا انتہائی پست قد تھا اسے ''بونا'' کہنا زیادہ مناسب ہے۔ مذہباً غالی شیعہ تھا۔ (ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر، شمس الدین، ابوالعباس، وفیات الاعیان وابناء ابناء الزمان، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔ ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء، ج: ۲، ص: ۲۸۶۔۲۸۹) عَزَّۃُ کا کا پورا نام عَزَّۃ بنت حُمیل بن حفص الضمیر یہ (م ۸۵ھ) ہے ان دونوں کی محبت پاکیزہ تھی۔ (الاعلام، ج: ۴ ، ص: ۲۲۹، ج: ۵، ص: ۲۱۹)

۱۹۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۱۲؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۱؛ علی طنطاوی، رجال من التاریخ، دارالمنارۃ، جدۃ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء، ص: ۲۵۰؛ رضوان ندوی، ص: ۱۱

۲۰۔ جو ۴۰ھ سے لے کر ۱۳۲ ھ تک محیط ہے۔

۲۱۔ یہ جامع مسجد اموی کے شمالی دروازے کے پاس مدرسہ تھا جسے نور الدین زنگی شہید نے ۵۵۵ھ میں قائم کیا تھا۔ (نعیمی، عبدالقادر بن محمد، دمشقی، الدارس فی تاریخ المدارس دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، ج: ا، ص: ۳۴۰۔۳۴۳)

۲۲۔ چونکہ جامع مسجد کے دروازے بند ہوتے تھے اور رات کے وقت مسجد سے نکلنا ممکن نہ تھا اور ''کلاّسۃ'' مسجد کے احاطے میں ہی تھا۔ (ابن السبکی، ج: ۸ ص: ۲۱۲؛ رضوان ندوی، ص: ۲۴)

۲۳۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۱۳؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۱

۲۴۔ یہ ابواسحاق، ابراہیم بن علی بن یوسف الفیروز آبادی الشیرازی الشافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ) کی کتاب ہے جس کا پورا نام ''اَلتَّنْبِیْہُ عَلٰی فُرُوْعِ الشَّافِعِیَۃِ'' ہے امام نووی کی کتاب ''منہاج الطالبین'' سے پہلے یہ فقہ شافعی کی تعلیم کے لیے ابتدائی اور مدرسی کتاب تھی۔ (الاعلام، ج: ا، ص: ۵۱؛ حاجی خلیفۃ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ج: ا، ص: ۴۸۹)

۲۵۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۱۳؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۱

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، دارابن کثیر، بیروت، لبنان، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء؛ کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقہ بالیمین، حدیث نمبر ۱۳۵۷، ج: ۱، ص: ۲۳۴؛ مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم مع شرح صحیح مسلم، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۹۹ء، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، حدیث نمبر ۲۲۷۶، ج: ۲، ص: ۹۵۵؛ ابن حنبل، احمد، امام، ابوعبداللہ، المسند، مؤسسۃ قرطبۃ، مصر، حدیث نمبر ۹۶۶۳، ج: ۲، ص: ۴۹۳

۲۷۔ داوٗدی: ج: ۱، ص: ۳۲۰؛ ہلالی، سلیم بن عید، صفحات مطویۃ من حیاۃ سلطان العلماء العز بن عبدالسلام، دار ابن الجوزی، دمام، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، ص: ۱۳

۲۸۔ یہ عبدالوہاب بن الحسن مُہَلَّبی، بَھْنَسِی، وجیہ الدین (م ۶۷۵ھ) قاضی اور ادیب تھے مصر کے شہر ''بَھْنَسَا'' سے تعلق تھا۔ اصول وادب کے عالم اور فقہ شافعی کے امام تھے۔ (الاعلام، ج: ۴، ص:۱۸۲)

۲۹۔ داوٗدی، ج:۱، ص: ۳۱۹، صفحات مطویۃ، ص: ۱۴

۳۰۔ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۰؛ شذرات الذھب، ج: ۵، ص: ۳۰۱؛ داوٗدی :ج: ۱، ص: ۳۱۵، ۳۱۶؛ صفدی، خلیل بن ایبک، صلاح الدین، کتاب الوافی بالوفیات، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۲۰۰۰ء، ج: ۱۸، ص: ۳۱۸

۳۱۔ شذرات الذھب، ج: ۵، ص: ۳۰۲

۳۲۔ کسی حدیث کی دو سندوں میں سے جس سند کے راویوں کی تعداد کم ہو وہ عالی اسناد اور جس میں راویوں کی تعداد زیادہ ہو وہ نازل اسناد کہلاتی ہے۔ (محمود طحان، ڈاکٹر، تیسیر مصطلح الحدیث، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:۱۸۰ ؛ سہیل حسن، ڈاکٹر، معجم اصطلاحات حدیث، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۳ء، ص:۲۳۹) حافظ شرف الدین ابو محمد، عبدالمؤمن بن خلف دمیاطی (۶۱۳ھ۔۷۰۵ھ) حافظ الحدیث شافعی عالم نے آپ سے ۴۰، احادیث عالی اسناد کے ساتھ ذکر کی ہیں۔ (ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۰ ؛ تاریخ الاسلام للذہبی، ص: ۴۱۷ ؛ شذرات الذھب، ج: ۵، ص: ۳۰۱ ؛ داوٗدی، ج: ۱، ص:۳۱۵ ترجمہ کے لیے الاعلام، ج: ۴، ص: ۱۶۹)

۳۳۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۰۹

۳۴۔ تاریخ الاسلام للذہبی، ص: ۴۱۸ ؛ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۰ ؛ رضوان ندوی، ص: ۱۲؛ یافعی نے آپ کی بغداد میں آمد کا سال ۵۹۹ھ ذکر کیا ہے اور ساتھ لکھا ہے کہ جس دن عزالدین بغداد میں داخل ہوا اسی دن ابو الفرج ابن جوزی کا انتقال ہوگیا۔ تراجم کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن جوزی کی وفات ۵۹۷ھ میں ہوئی ہے۔ (الاعلام، ج: ۳، ص: ۳۱۶) لہٰذا عزالدین کی بغداد میں آمد کا سال ۵۹۷ھ ہی بنتا ہے۔

۳۵۔ ترجمہ کے لیے اس مقالے کا ص: ۶۷ دیکھئے۔

۳۶۔ ترجمہ کے لیے اس مقالے کا ص: ۶۶، ۶۷ دیکھئے۔

۳۷۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۱۰؛ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء، عماد الدین، البدایة والنهایة.، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء؛ج: ۱۳، ص: ۱۶۸

۳۸۔ عبدالعظیم منذری نے یہ کہہ کر فتویٰ دینا چھوڑ دیا کہ ہم عزالدین سے پہلے فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن ان کی موجودگی میں کوئی اور فتویٰ نہیں دے سکتا۔ (ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۱۱؛ داوَدی، ج:۱، ص:۳۲۱)

۳۹۔ یہ علی بن عبدبن عبدالجبار، الشاذلی، ابوالحسن (۵۹۱ھ۔۶۵۶ھ) ہیں جو تصوف کے شاذلیہ سلسلہ کے سرپرست ہیں تیونس کے قریب ''شاذلہ'' نامی جگہ میں رہائش اختیار کی جس وجہ سے انہیں شاذلی کہا جاتا ہے۔ آپ کی مشہور کتب ''**حزب الشاذلی**، **نزهة القلوب وبغية المطلوب**'' اور ''**السر الجليل في خواص حسبنا الله ونعم الوكيل**'' ہیں۔ (الاعلام، ج: ۴، ص: ۳۰۵)

۴۰۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر،امام، جلال الدین، **حسن المحاضرة فی اخبار مصر والقاهره**، دارالموطن، مصر، ۱۲۹۹ھ، ج: ۱،ص: ۱۷۳

۴۱۔ یونینی، موسی بن محمد، قطب الدین، **ذیل مرآة الزمان**، مجلس ادارة المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد دکن،۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء، ج: ۲، ص: ۱۷۲

۴۲۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۰۹

۴۳۔ سورۃ آل عمران : ۳/۱۸۵؛ سورۃ الانبیاء: ۲۱/۳۵؛ سورۃ العنکبوت: ۲۹/۵۷

۴۴۔ سورۃ الملک: ۶۷/۲

۴۵۔ سورۃ الاعراف: ۷/۳۴؛ سورۃ النحل: ۱۶/۶۱

۴۶۔ مسند امام احمد، حدیث نمبر ۲۰۴۳۱ ، ج: ۵، ص: ۴۰، ۴۳؛ بیہقی، احمد بن حسین بن علی، ابوبکر، السنن الکبری، مکتبۃ دارالباز، مکہ مکرمۃ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، کتاب الجنائز، باب طوبی لمن طال عمره ...... حدیث نمبر۶۳۷۱، ج: ۳، ص: ۳۷۱؛ ابن ابی شیبۃ، عبداللہ بن محمد، ابوبکر، کوفی، **المصنف**، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۰۹ھ، باب ما ذکر عن نبیناﷺ فی الزہد، حدیث نمبر۳۴۴۲۴، ج: ۷، ص: ۸۹، ۹۰؛ دارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، ابو محمد، السنن، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ، کتاب الرقاق، باب ای المؤمنین خیر، حدیث نمبر: ۲۷۴۲، ۲ج، ص: ۳۹۸

۴۷۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۸؛ شذرات الذهب، ج: ۵، ص: ۳۰۲؛ کتبی، محمد بن شاکر بن احمد، **فوات الوفیات**، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء؛ ج: ۱، ص: ۶۸۳؛ النجوم الزاہرۃ، ج: ۷، ص: ۲۰۸؛ الاعلام ج:۴، ص: ۲۱؛ البدایہ والنہایہ، ج: ۱۳، ص:۲۴۸؛ رضوان ندوی، ص: ۲۰

۴۸۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۱۲، ۲۱۳

۴۹۔ یہ عبداللطیف بن ابی البرکات ،اسماعیل بن شیخ الشیوخ ابوسعد محمد بن دوست(م ۵۹۶ھ) ہے۔ ان کی کنیت ابوالحسن اور لقب ضیاء الدین ہے۔ آپ ایک صالح اور ثقہ عالم دین تھے۔ (ذہبی، محمد بن احمدبن عثمان، شمس الدین، سیر أعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۰/۱۹۹۰ء، ج: ۲۲،

ص:۳۳۴، ۳۳۵، النجوم الزاہرۃ، ج: ٦، ص: ۱۵۹)

۵۰۔ آپ کا پورا نام ابوطاہر برکات ابن ابراہیم بن طاہر بن برکات بن ابراہیم (۵۱۰ھ۔۵۹۸ھ) دمشقی، خشوعی، اَنماطی، رقّاء اور محلّہ ''حجر الذہب'' میں سکونت کی وجہ سے ذہبی بھی کہلاتے ہیں۔ شیخ، عالم، محدّث، مُعَمَّر اور مُسنِدُ الشام آپ کے القاب ہیں۔ان کے دادا طاہر بن برکات لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے اور عبادات میں انتہائی خشوع وخضوع کا اظہار کرتے تھے۔ ان کی وفات بھی ایک مسجد کی محراب میں ہوئی تھی۔ اسی لیے انہیں''خشوعی'' کہا جاتا ہے جو آپ کا خاندانی لقب ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۲۱، ص: ۳۵۵۔۳۵۸؛ ابن خلکان: ج: ا، ص: ۱۴۱،۱۴۲)

۵۱۔ آپ کا پورا نام قاسم بن علی بن حسن بن ہبۃ اللہ (م ٦۰۰ھ) دمشقی شافعی ہے۔ آپ کی کنیت ابومحمد اور القاب امام، حافظ، محدث، عالم، رئیس اور بہاؤ الدین ہیں۔ آپ کو''ابن عساکر'' کے نام سے شہرت حاصل ہوئی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۲۱، ص: ۴۰۵۔۴۱۱ ؛ ابن قاضی شھبہ ج: ۲، ص:۳۴؛ ابن سبکی، ج: ۸، ص: ۲۵۲، ۲۵۳؛ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین، **تذکرۃ الحفاظ**، اسلامک پبلشنگ ہاؤس، لاہور، ۱۹۸۱ء، ج: ۴، ص: ۹۲۴ ؛ ابن خلکان: ج: ۲، ص: ۱۴۸

۵۲۔ آپ کا پورا نام حنبل بن عبداللہ بن فَرَج بن سَعَادۃ (م ٦۰۴ھ) ہے۔ آپ کی کنیت ابوعلی اور ابوعبداللہ ہے۔ آپ کی مشہور نسبتیں واسطی، بغدادی، رُصافی اور مُکَبِّر ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۲۱، ص: ۴۳۱۔۴۳۳)

۵۳۔ آپ کا پورا نام ابوحفص عمر بن محمد بن مُعَمَّر بن احمد بن یحییٰ بن حسان (۵۱٦ھ۔٦۰۷ھ)، بغدادی، دَارَقَزِّیّ المعروف ابن طَبَرْزَد ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، ج: ۲۱، ص: ۵۰۷۔۵۱۲؛ ابن خلکان، ج: ۲، ص: ۲۱۵، ۲۱٦؛ الاعلام، ج: ۵، ص: ٦۱)

۵۴۔ آپ کا پورا نام عبدالصمد بن محمد بن ابی الفضل بن علی بن عبدالواحد (۵۲۰ھ۔٦۱۴ھ)، قاضی القضاۃ، جمال الدین ابوالقاسم بن حَرَسْتَانی انصاری خَزْرَجی عُبَادی سعدی دِمَشقی ہے۔ (الدارس، ج: ا، ص:۲۹٦، ۲۹۷؛ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۱۹٦۔۱۹۹؛ شذرات الذہب ج: ۵، ص: ٦۰؛ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۵۷،۵۸)

۵۵۔ آپ کا پورا نام عبدالرحمٰن بن محمد بن الحسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن الحسین (۵۵۰ھ۔ ٦۲۰ھ) ہے۔ آپ کی کنیت ابومنصور اور القاب امام، مفتی اور فخر الدین ہیں اور ابن عساکر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ''تاریخ دمشق'' والے ابن عساکر کے بھتیجے ہیں۔ آپ کا شمار شام کے عظیم شافعی علماء میں ہوتا ہے۔ (ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۵۴، ۵۵؛ الاعلام، ج: ۳، ص: ۳۲۸؛ شذرات الذہب، ج: ۵، ص: ۹۲،۹۳ ؛النجوم الزاہرۃ، ج: ۴، ص: ۲۵٦؛ ابن خلکان، ج: ۲، ص: ٦۵)

۵٦۔ آپ کا پورا نام علی بن ابی علی محمد بن سالم ثعلبی (م ٦۳۱ھ) ہے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور لقب امام اور سیف الدین ہے۔ آپ کی ولادت ''آمِد'' نامی شہر میں ہوئی۔ اسی نسبت سے آپ کو آمِدی کہا جاتا ہے۔ (ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۳۰؛ الاعلام، ج: ۲، ص: ۷۹،۸۰؛ ابن خلکان، ج:۲،

ص: ۱۳۹'۱۴۰؛ ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۷۹'۸۰ ؛ حسن المحاضرہ' ج: ۲' ص: ۳۱۲)

۵۷۔ زحیلی' ص: ۸۰

۵۸۔ البدایہ والنھایۃ ج: ۱۳' ص: ۲۴۸

۵۹۔ یہ مدرسہ دمشق سے باہر جبل قاسیون کے دامن میں واقع تھا۔ اسے طواشی شبل الدولہ حسامی نے ۶۲۶ھ میں قائم کیا۔ (الدارس' ج: ا' ص: ۴۰۷-۴۱۲؛ زحیلی' ص: ۸۱)

۶۰۔ یہ مدرسہ جامع مسجد اموی کے غربی کنارہ میں واقع تھا اس گوشہ میں امام غزالی نے کثرت سے اعتکاف کیا۔ تدریس اور تالیف کا کام کیا اس لئے یہ مدرسہ غزالیہ کہلایا۔ (زحیلی' ص: ۸۱؛ الدارس' ج: ا' ص: ۳۱۳-۳۲۳)

۶۱۔ یہ مدرسہ سلطان صالح انجم الدین ایوب نے قاہرہ میں بنوایا تھا۔ (الخطط' ج: ۲' ص: ۳۷۴ ؛ مساجد مصر' ج: ا' ص: ۲۱؛ الدارس' ج: ا' ص: ۲۳۹)

۶۲۔ زحیلی' ص:۸۰-۸۳

۶۳۔ النجوم الزاہرہ' ج:۷' ص: ۲۰۸' الوافی بالوفیات' ج: ۱۸' ص: ۳۱۸

۶۴۔ شذرات الذھب' ج: ۵' ص: ۳۰۱

۶۵۔ شذرات الذھب' ج: ۵' ص: ۳۰۲؛ ذیل مرأۃ الزمان' ج: ۲' ص: ۱۷۵؛ الوافی بالوفیات' ج: ۱۸' ص: ۳۱۹؛

۶۶۔ الشریف عزالدین کا اصل نام حمزہ بن احمد الحسینی (۸۱۸ھ-۸۷۴ھ) ہے۔ آپ ایک عظیم مؤرخ اور شافعی فقیہ ہیں۔ (الاعلام' ج:۲' ص: ۲۷۶)

۶۷۔ شذرات الذھب' ج: ۵' ص: ۳۰۲؛ زحیلی' ص: ۸۲

۶۸۔ یہ عبدالرحمٰن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان(۵۹۹ھ-۶۶۵ھ)' ابوالقاسم' شہاب الدین' مقدسی' دمشقی 'جو ابوشامہ کے نام سے مشہور ہیں مختلف علوم میں مہارت تامہ کی وجہ سے آپ کو مؤرخ' محدث' مقرئ' فقیہ شافعی اور نحوی کہا جاتا ہے۔ابوشامہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے بائیں ابرو کے اوپر تل کا نشان تھا اور عربی میں تل کو شامہ کہتے ہیں۔ اسی لیے آپ کو ابو شامہ کہا جاتاہے۔(تذکرہ الحفاظ' ج: ۴' ص: ۹۹۲؛ داوٗدی ' ج: ا' ص:۲۶۳؛ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۱۶۵؛ النجوم الزاہرۃ' ج:۶' ص: ۲۲۴؛ الاعلام' ج: ۳' ص:۲۹۹؛ شذرات الذھب' ج:۵' ص:۳۱۸؛ ابن قاضی شھبہ: ج: ۲' ص: ۱۳۳-۱۳۵؛ زحیلی' ص: ۱۵۶)

۶۹۔ آپ کی کنیت ابو محمد' نام عبدالوہاب بن خلف بن بدر العلّامی(۶۰۴ھ-۶۶۵ھ)' لقب قاضی القضاۃ ہے جبکہ آپ کی شہرت تاج الدین بن بنت الاعزّ کے نام سے ہے۔ قبیلہ بنولخم کی شاخ ''علّامَۃ'' سے تعلق کی وجہ سے ''العلّامی'' بھی کہلائے۔ (ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۳۱۸؛ البدایہ والنھایۃ' ج: ۱۳' ص: ۲۴۵؛ النجوم الزاہرۃ' ج: ۷' ص: ۲۲۲؛ زحیلی' ص: ۱۵۴'۱۵۵؛ ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص:۱۷۶ ومابعدہ)

۷۰۔ ان کا نام احمد بن عبدالرحمان بن محمد کندی (م ۶۷۷ھ) ہے۔ آپ شیخ جلال دِشناوی کے نام سے مشہور ہیں۔ (ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۱۲۹۔۱۳۹؛ ابن سبکی' ج: ۸' ص: ۲۰۔۲۲؛ حسن المحاضرۃ' ج: ۲' ص: ۲۳۵)

۷۱۔ آپ کی کنیت ابوالعباس 'نام احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ(م ۶۸۴ھ) الصّنہاجی' البہفنسی' المصری ہے۔ متعدد علوم میں مہارت تامہ کی وجہ سے مالکی فقیہٗ اصولی' مفسر' محدث' متکلم اور نحوی مشہور ہیں۔ (ابن فرحون مالکی' ابراہیم بن علی بن محمد' الدیباج المذھب فی اعیان المذھب' دارالتراث' قاہرہ' مصر' ج:۱' ص: ۲۳۶؛ حسن المحاضرۃ' ج: ۱ 'ص: ۱۷۳؛ الاعلام' ج: ۱' ص:۹۴'۹۵؛ زحیلی' ص: ۱۵۷'۱۵۸)

۷۲۔ یہ عزالدین کے بڑے بیٹے تھے ان کی کنیت ابوسحاق اور سن پیدائش ۶۱۱ھ ہے۔ انہوں نے علم اپنے والد سے حاصل کیا۔ دمشق کی جامع مسجد العقیبہ کے خطیب بھی رہے۔ بہترین واعظ تھے اور اکثر وعظ کے درمیان آنسو نکل آتے تھے۔ آپ نے ۶۸۶ھ میں وفات پائی۔ (زحیلی' ص: ۱۵۲)

۷۳۔ آپ کا پورا نام عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن سباع بن ضیاء(۶۲۴ھ۔۶۹۰ھ) الفزاری ہے آپ کا لقب تاج الدین ہے جبکہ آپ نے ٹانگوں میں ٹیڑھا پن ہونے کی وجہ سے''فِرکاح'' کے نام سے شہرت پائی۔ (ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص:۱۷۳۔۱۷۶؛ ابن السبکی ج:۸' ص: ۱۶۳'۱۶۴؛ شذرات الذھب' ج: ۵' ص: ۴۱۳'۴۱۴؛ الاعلام' ج: ۳' ص:۲۹۳)

۷۴۔ یہ عزالدین کے بیٹے ہیں جو ۶۲۸ھ میں پیدا ہوئے۔علم حدیث کا بڑا شوق تھا کئی شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابن اللّتّی سے روایت حدیث کی۔ فقہ کا علم اپنے باپ عزالدین سے حاصل کیا۔ فقہ اور اصول فقہ میں مہارت تامہ حاصل کی اور فقیہ کے طور پر شہرت پائی۔ آپ اپنے والد کی تصانیف کو اچھی طرح جانتے تھے۔ آپ نے قاہرہ میں ۶۹۵ھ میں وفات پائی۔(ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۳۱۲' زحیلی' ص: ۱۵۲)

۷۵۔ آپ کا پورا نام ہبۃ اللہ بن عبداللہ بن سید الکل(م ۶۹۷ھ) ' قاضی بہاؤ الدین' ابوالقاسم قِفطی ہے۔ (ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۲۰۴'۲۰۵؛ شذرات الذھب' ج: ۵' ص: ۴۳۹'۴۴۰؛ ابن السبکی' ج:۸' ص: ۳۹۰)

۷۶۔ آپ کی کنیت ابوالفتح' نام محمد بن علی بن وہب بن مطیع(۶۲۵ھ۔ ۷۰۲ھ) اور لقب تقی الدین تھا۔ آپ ایک نامور فقیہٗ اصولی' قاضی' مجتہد اور بلند پایہ محدّث تھے۔ (ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص:۲۲۹۔۲۳۲؛ ابن السبکی' ج: ۹' ص: ۲۰۷۔۲۱۴؛ تذکرہ الحفاظ ' ج: ۷' ص: ۱۰۰۷'۱۰۰۸؛ الاعلام' ج: ۶' ص: ۲۸۳)

۷۷۔ ان کی کنیت ابو محمد اور ابو احمد ہے۔ نام عبدالمؤمن بن خلف بن ابی الحسین بن شرف بن خضر بن موسیٰ دِمیاطی(م ۷۰۵ھ) ہے۔ (شذرات الذھب' ج: ۶' ص: ۱۲'۱۳؛ ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۲۲۰۔۲۲۲)

۷۸۔ آپ کی کنیت ابوالحسن' نام علی بن محمد بن عبدالرحمٰن بن خطاب(۶۳۱ھ۔ ۷۱۴ھ) الباجی المصری اور لقب علاؤ الدین ہے۔(ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۲۲۳۔۲۲۵؛ الاعلام' ج: ۴' ص: ۳۳۴؛ کحالۃ' عمر رضا' معجم المؤلفین' داراحیاء التراث العربی' بیروت' ج: ۷' ص: ۲۰۸؛ حسن المحاضرۃ' ج: ۲' ص: ۳۱۴)

۷۹۔ زحیلی ' ص: ۱۵۹' ۱۶۰

۸۰۔ ذیل مرأۃ الزمان' ج: ۲' ص: ۱۷۲؛ النجوم الزاہرۃ' ج: ۷' ص: ۲۰۸؛ شذرات الذہب' ج: ۵' ص:۳۰۱؛ تاریخ الاسلام للذہبی' ص: ۴۱۷؛ یافعی' ج: ۴' ص: ۱۵۳

۸۱۔ الامام' مقدمۃ التحقیق' ص: ۴۱۔۵۲؛ رضوان ندوی' ص: ۵۵۔۶۷؛ زحیلی' ص: ۱۳۶۔۱۵۰

۸۲۔ ماوردی کا اصل نام علی بن محمد بن حبیب (۳۶۴ھ۔۴۵۰ھ) ہے، انہیں الماوردی عرق گلاب فروخت کرنے کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ آپ کی مشہور تفسیر ''النکت والعیون'' کے علاوہ ''الاحکام السلطانیۃ'' بھی ہے۔ (الاعلام' ج: ۴' ص: ۳۲۷؛ ابن خلکان' ج: ۲' ص: ۱۳۴'۱۳۵)

۸۳۔ کشف الظنون' ج: ۱' ص: ۴۳۸

۸۴۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸

۸۵۔ الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱

۸۶۔ مقدمۃ المحقق لتفسیر اختصار الماوردی' ص :۱۵

۸۷۔ معجم المؤلفین ج: ۵' ص: ۲۴۹

۸۸۔ داوٗدی' ج: ۱' ص: ۳۲۰

۸۹۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸

۹۰۔ کشف الظنون' ج: ۱' ص: ۴۵۳

۹۱۔ ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کہنے کو ''تَعَوُّذ'' کہتے ہیں۔

۹۲۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کہنے کو'' تَسْمِیَة'' کہتے ہیں۔

۹۳۔ استنبول یہ آج کل اسلامی ملک ترکی کا دارالخلافہ ہے جس کا پرانا نام ''قُسْطَنْطِيْنِيّة'' ہے جس کی بنیاد قسطنطین نے رکھی تھی۔ (معجم البلدان' ج: ۷' ص: ۴۹'۵۰)

۹۴۔ معجم المؤلفین' ج: ۵' ص: ۲۴۹

۹۵۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۷؛ کشف الظنون' ج: ۲' ص: ۱۵۹۰

۹۶۔ ہدیۃ العارفین' ج: ۱' ص: ۵۸۰

۹۷۔ الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱؛ ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۱۱۱ ؛ وہبی' ص: ۱۵؛ داوٗدی' ج: ۱' ص:۳۲۰' صفحات مطویۃ' ص: ۱۷؛ ایضاح المکنون' ج: ۱' ص: ۸۴

۹۸۔ سیوطی کا اصل نام عبدالرحمٰن بن ابی بکربن محمد' جلال الدین (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ) ہے۔ آپ امام' حافظ' مؤرخ اور ادیب ہیں۔ ۶۰۰ کے قریب کتب تالیف کیں۔ (الاعلام' ج: ۳' ص: ۳۰۱'۳۰۲)

۹۹۔ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۵۹۰، الاتقان، ج: ۲، ص: ۹۴

۱۰۰۔ یہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ) ابن تیمیہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور آپ کو کثیر التصانیف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (الاعلام، ج: ۶، ص: ۵۶)

۱۰۱۔ یہ کتاب ۱۳۲۷ھ میں مطبع السعادۃ ،قاہرہ سے شائع ہوئی پھر اس کتاب کو دارالکتب العلمیۃ نے بیروت سے بھی شائع کیا۔اسے مکتبہ توحید وسنت، پشاور نے بھی شائع کیا ہے۔

۱۰۲۔ علم البیان سے مراد وہ علم ہے جس میں سلیس، حسین اور مؤثر انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے لفظی اور معنوی پیچیدگی سے بچنے کے قواعد بیان کیے جاتے ہیں۔(تفتازانی، مسعود بن عمر، سعد الدین، مختصر المعانی، مکتبۂ رشیدیہ، کوئٹہ، ۱۳۵۹ھ، ص: ۳۰۵ ؛ کشف الظنون، ج: ۱، ص: ۲۵۹، ۲۶۰ ؛ علی جارم ومصطفیٰ امین، البلاغۃ الواضحۃ، دارالمعارف، مصر، ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء، ص:۱۳۳)۔

۱۰۳۔ علم المعانی سے مراد وہ علم ہے جس میں متکلم کو مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور حالات کے مطابق کلام کرنے کے قواعد سکھائے جاتے ہیں۔(مختصر المعانی، ص: ۳۴ ؛ البلاغۃ الواضحۃ، ص: ۲۵۸)

۱۰۴۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۷

۱۰۵۔ بغدادی، اسماعیل پاشا، ھدیۃ العارفین، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۹۵۵ء،ج: ۱، ص:۵۸؛ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۵۰ ؛ داؤدی ج، ۱، ص: ۳۲۰

۱۰۶۔ الامام عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، الامام فی بیان ادلۃ الاحکام، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، مقدمۃ التحقیق ص: ۴۲، ۴۳

۱۰۷۔ الأمالی: یہ إملاء کی جمع ہے کسی عالم دین کا اپنے تلامذہ کو اپنے علم سے کچھ اس طرح لکھوانا کہ عالم بولتا چلا جائے اور طالب علم اسے لکھتے چلے جائیں۔ اس کو املاء اور أمالی کہتے ہیں۔ سلف علماء اور محدثین کا یہ طریقہ کار رہا ہے۔ علماء شافعیہ اسے ''تعلیق'' کہتے ہیں۔ (کشف الظنون، ج: ۱، ص: ۱۶۱)

۱۰۸۔ مالک بن انس، امام، المؤطا، داراحیاء التراث العربی، مصر، کتاب الاقضیۃ، ج: ۲، ص: ۶۱۵

۱۰۹۔ زحیلی، ص: ۱۳۷ ؛ وہبی، ص: ۱۵

۱۱۰۔ حدیث ام زرع جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے روایت کی ہے۔ (مروزی، اسحاق بن ابراہیم بن مخلد حنظلی، مسند اسحاق بن راھویہ (مسند ام المؤمنین عائشۃ)، مکتبۃ الایمان، المدینۃ المنورۃ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء،ج: ۲، ص: ۲۳۷۔۲۴۳)

۱۱۱۔ یہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ (۹ ق ھ۔ ۵۸ھ) بنت ابی بکر صدیقؓ ہیں آپ تمام مسلمان خواتین سے زیادہ دین و ادب کا علم رکھتی تھیں۔ آپ نے تقریباً ۲۲۱۰ احادیث مبارکہ روایت کی ہیں۔ آپؓ سے اکابر صحابہ بھی فرائض اور میراث وغیرہ کے مسائل پوچھتے تھے۔''مسند عائشہ'' محققہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت، میں آپ کی مرویات ہیں۔ (الاعلام، ج: ۳، ص: ۲۴۰؛ ابن خلکان، ج: ۲، ص:۹، ۱۰)

۱۱۲۔ یہ ابو محمد عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ بن سلامہ المنذری (۵۸۱ھ۔ ۶۵۶ھ) صاحب ''الترغیب والترہیب'' ہیں۔ (الاعلام' ج : ۴' ص: ۳۰)

۱۱۳۔ الامام' مقدمۃ التحقیق ' ص: ۴۴؛ وہبی' ص: ۱۵

۱۱۴۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸

۱۱۵۔ داؤدی ' ج: ا' ص: ۳۲۰

۱۱۶۔ یہ عبداللہ بن محمد بن الصدیق (۱۹۱۰ء۔۱۹۹۳ء) حسنی غماری طنجی ہیں جو اپنے دور کے عظیم محدث تھے طنجہ میں پیدا ہوئے۔ ساٹھ سے زائد کتب کے مؤلف ہیں جن میں ''سمیر الصالحین' فضائل القرآن' شرح الارشاد' تفسیر القرآن الکریم وغیرہ (نزار أباظۃ' ڈاکٹر و محمد ریاض المالح' **اتمام الاعلام**' دارالفکر' دمشق' شام وبیروت' لبنان' ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء' ص: ۲۶۳'۲۶۴)

۱۱۷۔ یہ محمد ناصر الدین بن نوح البانی(۱۹۱۴ء۔۱۹۹۹ء) ہیں۔ ان کا شمار حدیث کے جدید علماء میں ہوتا ہے۔کثیر تعداد میں آپ کے شاگرد ہیں متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ (اِتمام الاعلام' ص: ۴۱۶)

۱۱۸۔ الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱؛ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸ ؛ وہبی' ص: ۷؛ داؤدی' ج: ا' ص: ۳۲۰' صفحات مطویۃ' ص: ۱۷ ؛ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰

۱۱۹۔ زحیلی' ص: ۱۳۹ ؛ وہبی' ص: ۱۷

۱۲۰۔ الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱ ؛ وہبی' ص: ۱۷' صفحات مطویۃ' ص: ۱۷؛ کشف الظنون' ج: ا' ص: ۳۹۹؛ ہدیۃ العارفین: ۱/۵۸۰

۱۲۱۔ زحیلی' ص: ۱۴۰؛ وہبی' ص: ۱۵

۱۲۲۔ ابن السبکی'ج : ۸' ص: ۲۱۹۔ ۲۲۹؛ ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۱۱۱ ؛ وہبی' ص: ۱۶ ؛ داؤدی' ج: ا' ص: ۳۲۰ ؛ کشف الظنون: ج: ۲' ص: ۱۱۴۳' ۱۱۵۸' ۱۸۱۷ ؛ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰

۱۲۳۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸ ؛ داؤدی' ج: ا' ص: ۳۲۰ ؛ الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱ ؛ وہبی' ص: ۱۵ ؛ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰ ؛ الامام' مقدمۃ التحقیق ' ص: ۴۵ ؛ زحیلی' ص: ۱۴۰

۱۲۴۔ زحیلی' ص: ۱۴۰ ؛ وہبی' ص: ۱۵

۱۲۵۔ کشف الظنون' ج: ۲' ص: ۱۱۵۸؛ وہبی' ص: ۱۵ ؛ زحیلی' ص: ۱۴۰

۱۲۶۔ ابن السبکی ' ج: ۸' ص: ۲۴۸؛ داؤدی' ج: ا' ص: ۳۲۰ ؛ کشف الظنون' ج: ا' ص: ۲۶۰ ؛ ہدیۃ العارفین ' ج: ا' ص: ۵۸۰؛ وہبی' ص: ۱۵؛ زحیلی' ص: ۱۴۱

۱۲۷۔ یہ عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن محمد الجوینی' امام الحرمین (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ) عظیم شافعی عالم ہو گزرے ہیں۔ نیشاپور میں ''جوین'' نامی جگہ میں پیدا ہوئے۔ عالم اسلام کا مشہور ''مدرسہ نظامیہ'' نظام الملک نے آپ ہی کیلئے بنایا تھا۔ یہاں آپ نے تدریس کی۔ متعدد کتب تالیف کیں۔ (الاعلام' ج: ۴' ص: ۱۶۰' ابن خلکان' ج: ۲' ص: ۸۰'۸۱)

۱۲۸۔ الاعلام' ج: ۴'ص: ۱۶۰ یہ فقہ شافعی کی اہم کتاب ہے۔

۱۲۹۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص:۲۴۸؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۰ ؛ معجم المولفین، ج: ۵، ص: ۲۴۹ ؛ الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۱، ابن قاضی شہبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۱ ؛ وہبی، ص:۱۶ ؛ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۹۸۴، ۱۹۸۵ ؛ ہدیۃ العارفین، ج: ا، ص: ۵۸۰ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۱

۱۳۰۔ یہ فقہ شافعی پر ماوردی کی کتاب ہے۔ (الاعلام، ج: ۴، ص: ۳۲۷ ؛ ابن خلکان، ج: ۲، ص: ۱۳۴)

۱۳۱۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۸ ؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۰ ؛ وہبی، ص: ۱۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۲ ؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۷

۱۳۲۔ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۹ ؛ وہبی، ص: ۱۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۲

۱۳۳۔ یہ موسیٰ بن محمد العادل الاشرف (۵۷۸ھ۔۶۳۵ھ) ایوبی سلاطین میں سے ہے۔ شروع میں متشدد حنابلہ میں سے تھا بعد میں عزالدین سے سوال وجواب کے بعد راہ راست پر آیا۔ بہادر اور سخی تھا۔ اس نے ''جبل قاسیون'' کے دامن میں ''دارالحدیث الاشرفیۃ'' قائم کیا تھا۔ (الاعلام، ج: ۷، ص: ۳۲۷، ۳۲۸)

۱۳۴۔ یہ یوسف بن قِزْاُوُغلی یا قِزْغُلِی بن عبداللہ، ابوالمظفر ،شمس الدین ،سبط ابی الفرج ابن الجوزی(۵۸۱ھ۔۶۵۴ھ)ہیں۔ مؤرخ، نامور واعظ اور حنفی عالم تھے آپ کی متعدد کتب میں ''مرْآۃُالزّمان فی تاریخ الاعیان'' بہت مشہور ہے۔ (الاعلام، ج: ۸، ص: ۲۴۶ ؛ ابن خلکان، ج: ۲،ص: ۶۸)

۱۳۵۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۳۹؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۷

۱۳۶۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۳۹؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۷ ؛ ابن قاضی شہبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۱ ؛ وہبی، ص: ۱۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۲؛ الامام؛ مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۹

۱۳۷۔ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۷۸۰ ؛ داوٗدی، ج: ا، ص: ۳۲۰ ؛ وہبی، ص: ۱۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۲

۱۳۸۔ داوٗدی ، ج: ا، ص: ۳۲۰ ؛ وہبی، ص: ۱۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۳

۱۳۹۔ صلوۃ الرغائب رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو بارہ رکعت نفل دو دو رکعت کی صورت میں اس طرح پڑھنا کہ ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک مرتبہ،سورۃ القدر تین مرتبہ اور سورۃ الاخلاص بارہ مرتبہ پڑھی جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ نبی کریمﷺ پر درود بھیجنا پھر سجدہ میں جا کر ستر مرتبہ ''سبّوح قدوس رب الملائکۃ والروح'' کہنا پھر سجدے سے سر اٹھا کر ستر مرتبہ ''رب اغفرلی وارحم وتجاوز عما تعلم، انک انت العزیز الاعظم'' کہنا پھر دوسرا سجدہ کرنا اور اس سجدے میں اسی طرح کہنا جس طرح پہلے سجدے میں کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بر آری کا سوال کرے تو اس کی حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔ (زحیلی، ص: ۱۴۳)، حاجی خلیفہ نے لکھا ہے کہ تیسری صدی ہجری میں اس نماز کی فضیلت میں حدیث کذابین نے وضع کی پھر چوتھی صدی میں عام ہوگئی: (کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۰۸۱)

۱۴۰۔ یہ ابو عمرو، تقی الدین، عثمان بن عبدالرحمٰن بن عثمان المعروف ابن صلاح (۵۷۷ھ۔۶۴۳ھ) ہیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور اسماء الرجال کے فن میں ماہر تھے۔ ملک اشرف کے ''دارالحدیث الاشرفیۃ'' میں

تدریس کے فرائض سرانجام دیے آپ کی مشہور کتب میں، مقدمۃ ابن صلاح، معرفۃ انواع علم الحدیث اور الفتاوی شامل ہیں۔ (الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۰۸،۲۰۹؛ ابن خلکان، ج: ۲ ، ص: ۱۱۶،۱۱۷)

۱۴۱۔ ناصر الدین البانی کے ہم عصر ایک جید عالم دین تھے۔

۱۴۲۔ یہ یحییٰ بن شرف النووی الشافعی، امام، فقیہ اور محدث تھے''نوا'' نامی بستی جو حوران'' کے قریب ہے، میں پیدا ہوئے اسی نسبت سے نووی کہلاتے ہیں۔ آپ کی کتب میں شرح صحیح مسلم، المجموع، تہذیب الاسماء و اللغات اور ریاض الصالحین شامل ہیں۔ (الاعلام، ج: ۸، ص: ۱۴۹،۱۵۰)

۱۴۳۔ یہ مختلف علماء کے فتاوی پر مشتمل امام نووی کی کتاب ہے۔

۱۴۴۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۵۱ ؛ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۰۸۱، صفحات مطویۃ، ص: ۱۷ ؛ وہبی، ص: ۱۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۳ ؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۷ ؛ مساجلۃ علمیۃ، ص: ۳۔۱۲، ۲۹۔۴۲

۱۴۵۔ موصل: موجودہ عراق کا ایک مشہور شہر اور چھاؤنی ہے اور دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان واقع ہے۔ (معجم البلدان، ج: ۸، ص: ۳۳۹)

۱۴۶۔ شمس الدین عبدالرحیم الطّوسی۔(اس کا ترجمہ نہیں ملا)

۱۴۷۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۸؛ الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۱ ؛ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۱ ؛ کشف الظنون، ج:۱، ص: ۹۲، ج: ۲، ص: ۱۲۱۹ ؛ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰ ؛ داؤدی، ج: ۱، ص:۳۲۰ ؛ وہبی، ص: ۱۶؛ زحیلی، ص: ۱۴۴ ؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۸

۱۴۸۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۸

۱۴۹۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۸؛ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۱ ؛ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰ ؛ وہبی، ص: ۱۶، صفحات مطویۃ، ص:۱۷، الامام؛ مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۸ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۴

۱۵۰۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۷

۱۵۱۔ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۳۵۹،۱۳۶۰

۱۵۲۔ الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۱؛ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۱؛ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۷ ؛ داؤدی، ج: ۱، ص: ۳۲۰؛ معجم المؤلفین، ج: ۵، ص: ۲۴۹؛ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۳۵۹،۱۳۶۰ ؛ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰، صفحات مطویۃ، ص : ۱۷ ؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۶ ؛ زحیلی، ص: ۱۴۵

۱۵۳۔ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۷؛ داؤدی، ج: ۱، ص: ۳۲۰ ؛ ابن قاضی شھبہ، ج: ۲، ص: ۱۱۱ ؛ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰ ؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۷؛ زحیلی، ص: ۱۴۵ ؛ وہبی، ص: ۱۶

۱۵۴۔ ابن السبکی ج: ۸، ص: ۲۴۸؛ داؤدی، ج: ۱، ص: ۳۲۰

۱۵۵۔ الاعلام، ج: ۴، ص: ۲۱؛ ابن السبکی، ج: ۸، ص: ۲۴۸ ؛ داودی، ج:۱ ، ص: ۳۲۰؛ ہدیۃ العارفین، ج:۱، ص: ۵۸۰؛ کشف الظنون، ج: ۱، ص: ۱۶۶؛ وہبی، ص: ۱۶؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۴۷؛ زحیلی، ص: ۱۴۶

۱۵۶۔ یہ جمال الدین ،ابو عمرو ،عثمان بن عمر المعروف ''ابن الحاجب المالکی (۵۷۰ھ۔۶۳۶ھ) ہیں جو عربی کے

بڑے عالم تھے۔ آپ کی متعددتصانیف میں الکافیۂ الشافیۂ المقصدالجلیل اورمختصر منتھی السوٴل والامل ہیں۔ (الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱۱؛ ابن خلکان' ج: ۲' ص: ۱۱۸' ۱۱۹؛ کشف الظنون' ج: ۲' ص: ۱۸۵۳)

۱۵۷۔ کشف الظنون' ج: ۲' ص: ۱۸۵۵؛ ہدیۃ العارفین' ج: ۱ ' ص: ۵۸۰؛ معجم المؤلفین' ج: ۵' ص: ۲۴۹؛ وہبی' ص: ۱۶؛ زحیلی' ص: ۱۴۶ ؛ الامام' مقدمۃ التحقیق' ص: ۵۰

۱۵۸۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸

۱۵۹۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸؛ ابن قاضی شھبہ' ج: ۲' ص: ۱۱۱ ؛ داوٗدی' ج: ا' ص: ۳۲۰؛ کشف الظنون' ج: ۲' ص: ۱۰۲۷؛ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰؛ الامام' مقدمۃ التحقیق' ص: ۴۹؛ زحیلی' ص: ۱۴۷؛ وہبی' ص: ۱۶

۱۶۰۔ یہ حارث بن اسد المُحَاسِبی (م۲۴۳ھ) ہیں جو بہت بڑے صوفی' واعظ اور اصول و معاملات کے عالم تھے محاسبۂ نفس کرتے رہنے کی وجہ سے آپ کو ''محاسبی'' کہا جاتا ہے۔ ''الرعایۃ لحقوق اللہ'' آپ کی مشہور تالیف ہے۔ (اعلام' ج: ۲' ص: ۱۵۳؛ ابن خلکان' ج: ا' ص: ۲۲۰'۲۲۱)

۱۶۱۔ الاعلام' ج: ۴' ص: ۲۱؛ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸؛ داوٗدی' ج: ا' ص: ۳۲۰

۱۶۲۔ کشف الظنون' ج: ا' ص: /۸۸۳؛ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰؛ زحیلی' ص: ۱۴۸؛ وہبی' ج:۱۷

۱۶۳۔ ابن السبکی' ج: ۸' ص: ۲۴۸؛ داوٗدی' ج: ا' ص: ۳۲۰؛ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰؛ وہبی' ص: ۱۶؛ زحیلی' ص: ۱۴۸

۱۶۴۔ کشف الظنون' ج: ا' ص: ۲۲۰

۱۶۵۔ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰

۱۶۶۔ زحیلی' ص: ۱۴۹؛ مقدمۃ الفوائد فی مشکل القرآن ص۔ق ؛ کشف الإشکالات کیلئے الفوائد فی مشکل القرآن دیکھئے' ص: ۱۹۱۔۲۰۰' ملحق' ص: ۲۰؛ الام' مقدمۃ التحقیق' ص: ۵۱؛ رضوان ندوی' ص: ٦٧

۱۶۷۔ زحیلی' ص: ۱۴۹

۱۶۸۔ عزالدین کی تالیفات کے حوالے سے زیادہ تر اعتماد ڈاکٹر رضوان علی ندوی کی معلومات پر کیا گیا ہے کیونکہ ٹیلیفون پر گفتگو کے دوران ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ انہوں نے خود لائبریریوں میں جا کر دیکھا ہے کہ کون کونسی کتب عزالدین کی اپنی تحریر کردہ ہیں اور کون کونسی کتب غلطی سے ان کی طرف منسوب ہیں۔

۱۶۹۔ معجم المؤلفین' ج: ۵' ص: ۲۴۹

۱۷۰۔ زحیلی' ص: ۱۴۹' الامام' مقدمۃالتحقیق' ص : ۵۱ ' ڈاکٹر رضوان ندوی کے مطابق اس کتاب کے آخر میں سن ۵۷۰ ھ لکھا ہوا ہے جبکہ عزالدین کی پیدائش ۵۷۷ھ ہے لہٰذا یہ تالیف عزالدین السلمی کی نہیں ہے۔ (رضوان ندوی' ص: ٦٧)

۱۷۱۔ ہدیۃ العارفین' ج: ا' ص: ۵۸۰

۱۷۲۔ الامام' مقدمۃ التحقیق' ص: ۵۲؛ زحیلی' ص: ۱۴۹' اس کتاب کا ذکر ڈاکٹر رضوان ندوی نے نہیں کیا۔

۱۷۳۔ زحیلی، ص: ۱۴۹؛ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰ ؛ رضوان ندوی، ص: ۶۳۔۶۵

۱۷۴۔ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰

۱۷۵۔ زحیلی، ص: ۱۵۰؛ الامام، مقدمۃ التحقیق، ص: ۵۲ ؛ رضوان ندوی، ص: ۶۶

۱۷۶۔ زحیلی، ص: ۱۵۰

۱۷۷۔ وہبی، ص: ۱۷

۱۷۸۔ زحیلی، ص: ۱۵۰

۱۷۹۔ ہدیۃ العارفین، ج: ۱، ص: ۵۸۰؛ ایضاح المکنون، ج: ۲، ص: ۶۳۱

۱۸۰۔ معجم المؤلفین، ج : ۵، ص: ۲۴۹

۱۸۱۔ رضوان ندوی، ص: ۶۶

۱۸۲۔ کشف الظنون، ج: ۲، ص: ۱۷۹۶، ۱۷۹۷

۱۸۳۔ اگرچہ زحیلی، ص: ۱۳۹ ؛ الامام ،مقدمۃ التحقیق، ص: ۵۰ ؛ وہبی، ص: ۱۷ ،نے اسے عزالدین کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ڈاکٹر رضوان ندوی کی ذاتی تحقیق کے مطابق یہ کتاب سلطان العلماء العزبن عبدالسلام المقدسی کی تالیف ہے۔ (رضوان ندوی، ص: ۶۶،۶۷)

۱۸۴۔ زحیلی، ص: ۱۴۸؛ وہبی، ص: ۱۷

۱۸۵۔ وہبی، ص: ۱۶ ،لیکن ڈاکٹر رضوان ندوی کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب ''طبقات الصوفیۃ'' کے مصنف محمد بن الحسین بن موسیٰ السلمی کی تالیف ہے۔ (رضوان ندوی، ص: ۶۶)

۱۸۶۔ رضوان ندوی، ص: ۶۶

☆☆☆☆☆